۲/۳۹

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸ فروری ۱۹۵۷ء



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

# ہفتہ وار خبریں

لاہور ۲۸ر جنوری - مغربی پاکستان اسمبلی نے آج ڈاکٹر خاں صاحب اور ان کی وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک نا منظور کر دی۔ تحریک کے خلاف ۱۶۲ ووٹ اور حق میں صرف ایک ووٹ آیا۔

لاہور ۲۸ر فروری۔ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خاں صاحب نے آج صوبائی اسمبلی میں کہا کہ وہ سیاسی نظر بند جن پر جاسوسی کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ گزشتہ سال یوم جمہوریت کے موقعہ پر رہا نہیں کئے گئے۔

راولپنڈی ۲۸ر جنوری۔ مقبوضہ کشمیر سے آمدہ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کی ریاست کو ضم کرنے کی کوشش کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے سارے مقبوضہ شہر میں شیخ عبداللہ کی اپیل پر نہایت جوش و خروش کے ساتھ یوم سیاہ منایا گیا۔

الجزائر ۲۷ر جنوری۔ فرانسیسی فوج کے حکام نے آج یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ گزشتہ ۲۴ گھنٹوں کے دوران شدید لڑائی میں فرانسیسی سپاہیوں نے دو سو کے قریب حریت پسندوں کو شہید کر دیا۔

نیویارک ۲۷ر جنوری۔ اسی ہفتے کے دوران امریکہ اقوام متحدہ کے بعض دیگر ارکان کے ہمراہ سلامتی کونسل میں ایک قرارداد پیش کرے گا۔ جس میں سرزمین مصر سے اسرائیلی فوجوں کے فوری انخلا کا مطالبہ کیا جائے گا۔

لندن ۲۷ر جنوری۔ عنقریب ایک برطانوی نئے ہتھیار کا پہلی مرتبہ امتحان کیا جائے گا۔ یہ ہتھیار ٹینکوں کی جنگ کو ختم کر دے گا۔ اس کا اگلا حصہ ٹینک کو توڑ سکتا ہے۔

نیویارک ۲۷ر جنوری۔ نیویارک ہیرلڈ ٹریبون نے امید ظاہر کی ہے کہ جلد یا بدیر امریکہ میثاق بغداد کا مکمل رکن بن جائے گا۔

نئی دہلی ۲۸ر جنوری۔ حال ہی میں یہاں کسان مزدور کانفرنس۔ کشمیر ڈیموکریٹک یونین مہاجر رائے شماری اور کشمیر پولیٹیکل کانفرنس کی ایک مشترکہ کنونشن میں سلامتی کونسل کو مسئلہ کشمیر پر حالیہ قرارداد پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔

نئی دہلی ۲۹ر جنوری۔ بھارت کے سابق گورنر جنرل مسٹر راج گوپال اچاریہ نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر سلامتی کونسل کی حالیہ قرارداد بھارت کے خلاف مغربی ممالک کی پرانی دشمنی کا نتیجہ ہے۔

نیویارک ۳۰ر جنوری۔ سلامتی کونسل آج رات کشمیر کے مسئلہ پر دوبارہ غور کر رہی ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون کی درخواست پر یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۳۰ر جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ بھارتی طلبہ ۲ر فروری کو دوبارہ تمام بھارت میں پاکستان کے خلاف مظاہرے کریں گے۔

نیویارک ۳۱ر جنوری۔ سلامتی کونسل کے صدر مسٹر دو مولو نے آج یہاں اعلان کیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ نہ صرف ایشیا کے لئے۔ بلکہ ساری دنیا کے امن کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے۔ اور سلامتی کونسل کے سامنے یہی سب سے زیادہ سنگین مسئلہ ہے۔

لاہور ۲۹ر جنوری۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے آج اقوام متحدہ سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ اگر بھارت نے سلامتی کونسل کے فیصلوں پر عمل نہ کیا۔ تو بین الاقوامی امن اور سلامتی کی بقا کی خاطر سلامتی کونسل کے تمام ممبر بھارت کے خلاف اقتصادی اور سفارتی پابندیاں عائد کر دیں اور اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق بھارت کے خلاف فوجی کارروائی کی جائے اور ریاست جموں و کشمیر میں اقوام متحدہ کی بری بحری اور فضائی فوج متعین کی جائے اور اپنی قرارداد کے مطابق ریاست جموں و کشمیر میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ غیر جانبدارانہ اور منصفانہ رائے شماری کرائی جائے۔

لاہور ۲۹ر جنوری۔ وزیر خزانہ و اطلاعات سردار عبدالرشید خاں نے اعلان کیا کہ کسی اخبار کو اس وقت تک سرکاری اشتہارات سے محروم نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ صحت مند تنقید کے رستے پر عمل کرتا ہے۔

چٹاگانگ ۲۹ر جنوری۔ پاکستانی بری فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے گزشتہ روز یہاں اعلان کیا کہ پاکستانی افواج کو اپنی طاقت پر کامل اعتماد ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی چپے چپے کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

لاہور ۳۰ر جنوری۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے آج پانچ سرکاری بلوں کو منظور کر لیا اور ایک بل انتخابی کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔

لاہور ۳۰ر جنوری۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے وقفۂ سوالات کے دوران وزیر قانون و زراعت پیرزادہ عبدالستار نے کہا کہ بھارت کے بھاکڑا ننگل ڈیم کی تعمیر سے پاکستان میں پانی کی شدید قلت کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور یہ تعمیر دونوں ممالک کے درمیان معاہدہ کی خلاف ورزی ہے۔

کراچی ۳۰ر جنوری۔ مرکزی وزیر مواصلات میاں جعفر شاہ نے آج یہاں ایک بیان میں اعلان کیا ہے کہ حکومت ملک میں جلد عام انتخابات کے انعقاد کے انتظامات کر رہی ہے انہوں نے یقین دلایا ہے کہ عام انتخابات آزاد اور منصفانہ ہوں گے۔

کراچی ۳۰ر جنوری۔ مرکزی حکومت نے آج پاکستان اور بھارت کے درمیان نئے تجارتی معاہدہ کی منظوری دے دی ہے۔ یہ معاہدہ گزشتہ ہفتہ نئی دہلی میں ہوا تھا۔

لاہور ۳۱ جنوری۔ آج مغربی پاکستان اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی۔ جس میں سارے صوبہ کے لئے ابتدائی لازمی مفت تعلیم رائج کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

نیویارک یکم فروری۔ نیویارک کے باخبر سیاسی حلقوں نے بتایا ہے کہ سلامتی کونسل کے بعض ممبر آئندہ اجلاس میں مسئلہ کشمیر کے متعلق ایک قرارداد پیش کریں گے۔ جس میں سلامتی کونسل سے مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ ریاست جموں و کشمیر سے پاکستان اور بھارت کی فوج ہٹا لی جائے اور ان کی جگہ اقوام متحدہ کی فوج مقرر کی جائے۔

# ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۷ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۸ فروری ۱۹۵۷ء | شمارہ ۳۶


## ایں چہ بوالعجبی است

وزیر اعظم بھارت کا حالیہ بیان شاید آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اگر انہیں یقین ہو جائے کہ وہ بین الاقوامی معاہدوں کی پابندی نہیں کر سکے۔ تو وہ فوراً مستعفی ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے کسی وقت کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا عہد کیا تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ "ہمیشہ ہمیشہ" کے لئے اس عہد کی پابندی کرینگے انہوں نے مزید کہا کہ کشمیر کا معاملہ ایسا ہے کہ اس سے ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت وابستہ ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ کشمیر فرقہ وارانہ فسادات کا باعث بنے۔ آخر میں انہوں نے کہا پاکستان نے کیا استصواب کی رٹ لگا رکھی ہے۔ حالانکہ اس کے اپنے ملک میں ۹ سال سے انتخابات کرائے ہی نہیں گئے۔ اور نہ آزاد کشمیر میں استصواب رائے ابھی تک کرایا گیا ہے۔

قارئین کرام! آپ بھارتی سیاستدان کے اس بیان سے یقیناً محظوظ ہو رہے ہوں گے ہم نہیں چاہتے کہ اس عجیب و غریب بیان پر تبصرہ کرکے آپ کے لئے بار خاطر بنیں۔ لیکن حقائق کی نقاب کشائی کرنا ہمارا فرض ہے۔ اسی لئے بھارتی وزیر اعظم سے اولاً گذارش یہ ہے کہ آپ فوراً مستعفی ہو جایئے۔ الیکشن کو جیتنے کے لئے اور بھارت کی ھاسبھائی کے لئے جو آپ ضیافت طبع کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ یہ یقیناً آپ حق و انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ آپ کن بین الاقوامی معاہدوں کی بات کر رہے ہیں۔ دور نہ جایئے ۲۶ر جنوری ۱۹۵۷ء کو اقوام متحدہ نے قرارداد منظور کی۔ جس کی رو سے تا فیصلہ ثانی کشمیر کی حیثیت من وعن رہنی چاہیئے تھی۔ لیکن آج کے اخبارات مظہر ہیں کہ آپ کی وزارت نے کشمیر کو بھارت میں مدغم کر دینے والے قانون کی توثیق کر دی ہے اور اب صرف سرکاری اعلان باقی ہے۔ کیا یہ بین الاقوامی فیصلہ سے روگردانی نہیں ہے؟ علاوہ ازیں آپ کے نمائندہ (مسٹر کرشنا مینن) نے حفاظتی کونسل کی قرارداد پر کیا یہ نہیں کہا کہ یہ محض کونسل کا ریزولیوشن ہے۔ ہم اس کے پابند نہیں ہو سکتے؟ کیا یہ وہی کونسل نہیں ہے۔ جہاں ۱۹۴۸ء میں کشمیر کا معاملہ آپ خود لے گئے تھے؟ کیا پاکستانی مندوب نے مسٹر مینن کو ان کی تقریروں سے وہ تمام حوالے نہیں سنا دیئے جس میں وہ بڑے طمطراق سے کونسل پر زور دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے فیصلوں کی پابندی پر زور دے اور اب وہی مسٹر مینن کہتے ہیں کہ یہ محض کونسل کا ریزولیوشن ہے!!

ثانیاً نہ صرف بھارتی وزیر اعظم بلکہ وہاں کے اکثر سیاستدان کشمیر اور ہندوستانی مسلمانوں کے سوال کو منسلک کرکے پیش کرتے ہیں کہ اگر پاکستان نے استصواب رائے کا پیچھا نہ چھوڑا! اور اگر کشمیر پاکستان میں شامل ہو گیا تو بھارتی مسلمانوں کی زندگیاں خطرہ میں ہوں گی۔ دراصل وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت اور رائے عامہ اس سے مرعوب ہو جائے اور ان کی جان کشمیر سے چھوٹ جائے۔ حالانکہ یہ اُن کی بھول ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کو پاکستان کب بھول سکتا ہے؟ مقبوضہ کشمیری بھی تو بالاول ہندوستانی مسلمان ہیں اور اسی لئے تو انہیں آزاد کرانے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے کہ انہیں اپنے جان مال اور ایمان کا بھارت کی نام نہاد سیکولر حکومت میں خطرہ ہے۔ اس کے علاوہ بھارتی مسلمانوں سے شروع ہی سے ایسا سلوک ہوتا رہا ہے کہ کسی غیر مذہبی حکومت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ گذشتہ سال میں محض ایک بدنام روزگار کتاب پر اعتراض کرنے کے جرم میں کتنے مسلمانوں کا ناحق خون بہایا گیا۔

ثالثاً بھارتی وزیر اعظم کا یہ بیان کہ پاکستان میں گزشتہ نو سال سے الیکشن نہیں ہوئے! اس سے ان کو کیا سروکار۔ یہ تو پاکستان کا داخلی مسئلہ ہے۔ ہندوستان ۹ سال میں دو دفعہ چھوڑ چار دفعہ الیکشن کرائے۔ اس سے کسی کو کیا۔ خدا نخواستہ پاکستانیوں کو کسی دوسری حکومت میں شمولیت کے لئے استصواب رائے تو درپیش نہیں۔ جس سے بھارتی وزیر اعظم کو دلچسپی ہو!

رابعاً بھارتی وزیر اعظم کا یہ بھی خیال ہے کہ آزاد کشمیر میں بھی استصواب رائے ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ وہ یہ بھول گئے کہ یہی وہ خطہ ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے مجاہدین نے گرانقدر قربانیاں دی تھیں۔ یہ پاکستان کا مقبوضہ نہیں ہے۔ یہ آزاد شدہ کشمیریوں کی آزاد ریاست ہے۔ یہ خطہ انہوں نے زور بازو سے حاصل کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ ۸ کروڑ مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

کہاں تک بھارت کی گول مول سیاست کا تجزیہ کیا جائے۔ جبکہ معاملہ حفاظتی کونسل میں پیش تھا۔ بھارتی سیاستدانوں کو ذرا خاموش رہنا چاہیئے تھا۔ لیکن برا ہو لیڈری کا! پاکستان نے برے وقت میں معاملہ وہاں پیش کر دیا۔ ادھر انتخاب جیتنے کے لئے بھارتی سیاستدان اپنی رعایا پر مسلمان کش پالیسی واضح کرتے ہیں تو ادھر دنیا کی لالے عامہ منہ کو آتی ہے۔ عجیب کش مکش میں ہیں

---

## پرچہ کی ترسیل

بعض احباب کو جب پرچہ نہیں پہنچتا تو وہ ہمیں باقاعدگی کے ساتھ پرچہ ارسال کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ اب دوبارہ عرض کیا جاتا ہے کہ عام طور پر پرچہ منگل کی شام تک چھپ کر دفتر میں آ جاتا ہے۔ بدھ کی دوپہر تک رجسٹر خریداران کے ساتھ اس کو چیک (CHECK) کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد سپرد ڈاک کیا جاتا ہے۔ ہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ قارئین کرام کو پرچہ باقاعدہ اور وقت پر پہنچے۔ اس کے بعد بھی اگر پرچہ نہ ملے تو اطلاع آنے پر دوبارہ پرچہ بھیج دیا جاتا ہے۔ ہماری ہر ممکن کوشش کے باوجود اگر پرچہ نہ ملے تو ہمیں مجرم گرداننا کسی طرح بھی درست نہیں۔ ڈاک کے ڈاکو اس کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے

باقی بر صفحہ ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰۔ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ یکم فروری ۱۹۵۷ء

# اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے موت کی یاد دہانی

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے مختلف دور تجویز کئے ہیں۔ انسان کو ان دوروں میں سے گزرنا لازمی ہے۔ انسان نہ بھی چاہے۔ تو بھی تقدیر الٰہی کے مطابق ان دوروں سے ہر امیر و غریب۔ ہر شاہ و گدا کو گزرنا ہی پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمؑ کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو پھر ہر انسان ماں کے ذریعہ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ اور ماں کے پیٹ میں بھی (سوائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے) باقی اربوں۔ کھربوں۔ پدموں سنکھوں انسانوں کی پیدائش کا قانون یہی رہا ہے۔ کہ پہلے نطفہ ہوتا ہے۔ پھر نطفہ سے تبدیل ہو کر علقہ (خون بستہ) بنتا ہے پھر علقہ سے مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) بنتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں ہڈیاں پیدا کرتا ہے۔ پھر ہڈیوں اور گوشت کو ایک خاص طریقہ سے مرتب کر کے انسان کا وجود بناتا ہے۔ چار مہینے تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل بن جاتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس وجود میں روح ڈالی جاتی ہے۔ پھر نو ماہ اور چند دن کے بعد ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ باہر آنے کے بعد ایک عرصہ تک ماں کی چھاتی سے دودھ پیتا ہے۔ مگر چل پھر نہیں سکتا۔ پھر چلنا پھرنا سیکھتا ہے۔ پھر ذرا بڑا ہو کر کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سیکھتا ہے۔ پھر جوان ہو کر شادی کرتا ہے۔ پھر اولاد پیدا ہوتی ہے اگر عمر طبعی تک پہنچ گیا۔ تو پھر اس پر بڑھاپا طاری ہوتا ہے۔ پھر اس پر موت وارد ہوتی ہے۔ جتنی تفصیل عرض کی گئی ہے۔ یہ تمام دور اللہ تعالےٰ کی کلام پاک کے ایک فقرہ کی تفسیر کا ایک حصہ ہیں (لترکبن طبقا عن طبق) سورۃ الانشقاق پارہ عـ۳۰ ترجمہ۔ البتہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا۔ اس زندگی کے پندرہ دوروں میں سے آخری دور موت کا ہے اس کے متعلق آئندہ ذرا تفصیل عرض کی جائے گی۔

### شیخ الاسلام کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دنیا کی زندگی میں مختلف دور سے بتدریج گزر کر اخیر میں موت کی سیڑھی ہے۔ پھر عالم برزخ کی۔ پھر قیامت کی۔ پھر قیامت میں خدا جانے کتنے احوال و مراتب درجہ بدرجہ طے کرنے ہیں۔"

### پہلوؤں کا بدلنا

موت سے انسان کے کئی پہلو بدل جاتے ہیں۔ پہلا دنیا کی زندگی کا خاتمہ۔ دوسرا ہر قسم کے کام کرنے کی رکاوٹ نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا نہ بول سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تیسرا اس کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پر ورثاء کا قبضہ۔ چوتھا سطح دنیا سے رخصتی کا آخری غسل اسے دیا جاتا ہے۔ پانچواں سطح دنیا سے رخصتی کے وقت کفن کا لفافہ پہنایا جاتا ہے چھٹا سطح دنیا سے رخصتی کے وقت جنازہ سامنے رکھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ساتواں اس کے جنازہ کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ آٹھواں انسان کے جسم کا روح سے جدا ہونا۔

### موت سے انسان کی ذات پر اثر

انسان نے موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں جو اعمال کئے ہیں۔ مرنے کے بعد ان اعمال کا اثر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ سکرات کی حالت ہی میں ان کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

(اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِی انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَۃِ نَزَلَ اِلَیْہِ مَلَائِکَۃٌ مِّنَ السَّمَاءِ بِیْضُ الْوُجُوْہِ کَاَنَّ وُجُوْھَھُمُ الشَّمْسُ مَعَھُمْ کَفَنٌ مِّنْ اَکْفَانِ الْجَنَّۃِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَجْلِسُوْا مِنْہُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَجِیْءُ مَلَکُ الْمَوْتِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ اُخْرُجِیْ اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِیْلُ کَمَا تَسِیْلُ الْقَطْرَۃُ مِنَ السِّقَاءِ) انتہیٰ ملخصا رواہ احمد

ترجمہ۔ بیشک بندہ مومن جب دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے میں ہوتا ہے۔ (یعنی جب اس پر سکرات طاری ہوتی ہے) اس کی طرف آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ سفید مونہوں والے۔ گویا کہ ان کے منہ سورج ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفنوں میں سے کفن ہوتا ہے اور بہشت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک (وہ اتنی دور جا بیٹھتے ہیں) جہاں انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اے پاک نفس اللہ کی بخشش اور اس کی رضا کی طرف نکل۔ آپ نے فرمایا پھر روح نکل آتی ہے۔ اس طرح پر بہتی ہے۔ جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہتا ہے۔

اوپر جو ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ایماندار انسان کا تھا۔

### سکرات کے وقت کافر کی حالت

(اِنَّ الْعَبْدَ الْکَافِرَ اِذَا کَانَ فِی انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَۃِ نَزَلَ اِلَیْہِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِکَۃٌ سُوْدُ الْوُجُوْہِ مَعَھُمُ الْمُسُوْحُ فَیَجْلِسُوْنَ مِنْہُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَجِیْءُ مَلَکُ الْمَوْتِ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَۃُ اُخْرُجِیْ اِلٰی سَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَنْتَزِعُھَا کَمَا یُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ) انتہیٰ ملخصا رواہ احمد۔

ترجمہ۔ اور بندہ کافر جب دنیا سے رخصت اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہوتا ہے۔ اس کی طرف آسمان سے سیاہ منہ والے فرشتے

نازل ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پھر اس سے آنکھ کی نگاہ کی دوری پر جا بیٹھتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتا ہے۔ یہاں تک اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے خبیث نفس اللہ کے غضب کی طرف نکل۔ آپ نے فرمایا۔ پھر روح اس کے جسم میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پھر اسے کھینچ کر نکالتا ہے۔ جس طرح سیخ تر اون سے نکالی جاتی ہے۔ (یعنی جس طرح گرم سیخ پر اُون تر لپیٹ دی جائے۔ تو وہ سیخ کو چمٹ جاتی ہے۔ اور بڑی مشکل سے سیخ اس سے جُدا کی جاتی ہے)

## نیک اور بد

انسانوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ انسان پر دُنیا میں جو دَور گزرتے ہیں۔ ان میں سے آخری مرنے کا وقت تھا۔

## دربارِ الٰہی سے موت کے متعلق اعلانات

### ۱

### زندہ کرنا اور مارنا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

(وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) سورہ المؤمنون رکوع ۵ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور وہی (اللہ) زندہ کرتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ اور رات اور دن کا بدلنا اسی کے اختیار میں ہے۔ سو کیا تم نہیں سمجھتے۔

### ۲

### موت کے آنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر لو

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

سورہ المنٰفقون رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے۔ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔

### ۳ مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○)

سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے۔ اور نہ مرو۔ مگر ایسے حال میں تم مسلمان ہو۔

### ۴ اللہ تعالےٰ انسان کو مرنے کے بعد قبر میں داخل کریگا

(ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○) سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔

### ۵ اللہ تعالےٰ مارنے کے بعد پھر سب کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا

(قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے۔ پھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کریگا۔ جس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

### ۶ موت سامنے آجانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوگی

(وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ج حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے۔ جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے۔ کہ اب توبہ کرتا ہوں۔

### ۷ مرنے کے بعد قبر میں توبہ کریگا تو بھی قبول نہیں ہوگی

(وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط)

سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

## دربارِ رسالت سے موت کے متعلق اعلانات

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لذّتوں کو توڑنے والی کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔ یعنی موت کو۔

### حاصل

یہ نکلا۔ کہ دُنیا کی تمام لذتوں سے تعلق توڑ دینے والی کو بہت یاد کیا کرو۔ اور وہ موت ہے۔ تاکہ انسان ان فنا ہونے والی لذتوں کو مقصود بالذات بنا کر دائمی اور ہمیشہ رہنے والی لذّتوں سے محروم نہ ہو جائے۔

۲۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَاۤ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ رواہ البخاری ومسلم عن البراء

ترجمہ۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب بستر پر لیٹتے تھے تو اپنا ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔ پھر فرماتے تھے اے اللہ تیرا نام لیتے ہُوئے مروں گا اور تیرے نام کا ذکر کرتے ہوئے زندہ رہونگا۔ اور جب جاگتے تھے فرماتے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا۔ اور قبروں سے اُٹھ کر بھی اسی کے ہاں جانا ہے۔

### حاصل

یہ نکلا کہ انسان سونے کے وقت بھی موت کو یاد کر کے سوئے۔ اور سو کر اُٹھنے کے بعد بھی یاد کرے کہ میں نے مر کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

۳۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ وَقَالَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا متفق علیہ۔ ترجمہ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے تھے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔ پھر فرماتے تھے۔ اے اللہ میں نے اپنی جان کو تیرے سپرد کیا اور اپنا مُنہ تیری طرف متوجہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف ٹکایا ہے۔ میری رغبت تیری طرف ہے۔ اور ڈر بھی تیرا ہی ہے۔ کوئی پناہ گاہ

کوئی نجات کی جگہ تجھ سے سوائے تیرے اور کوئی نہیں ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا۔ جو تونے نازل فرمائی ہے۔ اور تیرے نبی پر جو تونے بھیجا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے یہ کلمات کہے۔ پھر اسی رات مرگیا۔ تو وہ فطرۃ پر مرا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ راوی نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا۔ اے فلاں۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے۔ تو نماز والا وضو کر۔ پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا۔ پھر کہو۔ اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی۔ ارسلت کے لفظ تک اور فرمایا۔ اگر تم اسی رات مرگئے تو فطرۃ پر مرگئے اور اگر صبح کو اٹھے۔ تو خیر کے ساتھ اٹھوگے۔

## ۷

## شام اور صبح کو موت کی یاد کی تلقین

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰی اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْأَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَ مَابَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ اَوِ الْکُفْرِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ وَالْکِبْرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِکَ اَیْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ - رواہ ابوداؤد والترمذی وَفِیْ رِوَایَتِہٖ لَمْ یَذْکُرْ مِنْ سُوْءِ الْکُفْرِ۔

ترجمہ۔ عبداللہ رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک میں شام ہوئی اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس رات میں جو شر ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس رات کے بعد کا جو شر ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے میرے رب سستی اور برے بڑھاپے یا کفر سے بچنے کے لئے بھی تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ اور ایک روایت میں برے بڑھاپے اور تکبر کا لفظ آیا ہے۔ اور اے میرے رب دوزخ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور آپ جب صبح کرتے تھے تو بھی یہی کلمات فرماتے تھے۔ (صبح کی دعا میں امسینا کی جگہ) اصبحنا و اصبح الملک للہ فرماتے تھے۔

## چاروں حوالوں میں موت کی یاددہانی

برادرانِ اسلام۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ کہ احادیث کے چاروں حوالوں میں حضورِ انور نے اپنی امت کو موت کی یاددہانی کرائی ہے۔ ہر صبح اور ہر شام کی دعا میں موت کی یاد کرائی ہے۔ اس کے علاوہ امت کو یہ تلقین فرمائی کہ موت کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔

## اس کا سبب

یہ معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) کہ بہت سی فضول خرچیوں اور بہت سے گناہوں سے موت کی یاد روک دے گی۔ مثلاً مکان بناتے وقت یہ خیال آئے گا۔ کہ بقدرِ ضرورت گزر اوقات کرنے کے لئے مکان بنالوں۔ بڑے بڑے وسیع محل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ یا مثلاً کاروبار میں حلال کے ذریعہ سے مجھے ضروریات کے لئے کافی روپیہ مل جاتا ہے۔ تو بد دیانتی کرکے اپنے بھائیوں کا مال کیوں کھاؤں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گناہ کے سبب سے مجھے بری موت آئے۔

## موت محمود

برادران اسلام۔ موت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو موت محمود کے نام سے .......... میں تعبیر کرتا ہوں۔ اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْکَ مِنْ عَلَمٍ یُّعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ (آیت کا ترجمہ) اللہ جس شخص کو ہدایت کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے۔ تو سینہ کھل جاتا ہے۔ آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ آیا اس کی کوئی نشانی بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دنیا سے (دل کا) ہٹ جانا۔ اور ہمیشگی کے گھر (یعنی آخرت) کی طرف رجوع ہو جانا۔ اور موت کے آنے سے پہلے ہی مرنے کی تیاری کرنا۔ اللھم اجعلنا منھم

## موت مذموم

اس شخص کے حق میں موت بری ثابت ہوگی۔ جو ساری عمر محض دنیا کے دھندوں میں غرق رہا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا وارنٹ لے کر آگئے۔ اس وقت یہ تمنا کرے کہ مجھے دنیا میں رہنے کی کچھ اور مہلت مل جائے۔ تاکہ کوئی خیرات کرلوں۔ اور نیکی کا کام کرکے نیکوکاروں کی فہرست میں شامل ہو جاؤں۔ فیصلہ الٰہی یہی ہے۔ کہ جب موت آجائے۔ تو مہلت نہیں مل سکتی۔ اسی چیز کا ذکر اسی خطبہ میں آپ پہلے سن چکے ہیں۔ وہ آیت یہ ہے (وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝) سورہ المنٰفقون رکوع ۲ پارہ ۲۸ اس آیت کا ترجمہ پہلے لکھا جاچکا ہے۔

## دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت محمود نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔



مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

# مجلس ذکر

منعقدہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

## حسد اور ریاء کا علاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ا

اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائیں اور جن امراض روحانی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتے ہیں۔ ان سے شفایاب ہو کر ہم دنیا سے جائیں ان امراض کا عام طور پر انسانوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ جب تک ہادی نہ تبلائے۔ جو احباب یہاں آتے ہیں۔ ان کو ان سے مطلع کرنا اور ان کا علاج بتلانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ گزشتہ جمعرات میں نے عجب اور کبر کے متعلق عرض کیا تھا۔ آج حسد اور ریاء کے متعلق عرض کروں گا۔ یہ دونوں مہلک روحانی بیماریاں ہیں۔ سو فیصدی انسان ان میں مبتلا ہیں۔ بلکہ ہزار میں سے ہزار اور شائد ایک لاکھ میں سے ایک لاکھ ان امراض روحانی کا شکار ہیں لیکن ان کا احساس نہیں ہے۔ پتہ تب چلے گا۔ جب قبر میں جائیں گے۔ لیکن ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا دَور دوراں دکھاتا نہیں

اس وقت کچھ نہیں بن سکے گا۔ اللہ کے بہت اس جہان میں اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جائے تو پھر ان امراض کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت کے بغیر اہل علم ان سے عبور تو کر جاتے ہیں مگر ان سے بچنے کی عموماً توفیق نہیں ہوتی میں اسی کٹھیالی سے ڈھل کر نکلا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ مدارس عربیہ میں جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے۔ مگر اس کو پڑھنے سے اصلاح حال نہیں ہوتی۔ میں ایک ایک روئگٹا اپنے دونوں مربیوں کا شکر گزار ہے۔ ان کی صحبت میں امراض روحانی کی اللہ تعالےٰ نے سمجھ عطا فرمائی۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ جس نے ان کی صحبت میں پہنچایا۔ ان حضرات کے جوتوں کی خاک کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالا۔ تو امراض روحانی کی سمجھ آئی۔ حسد کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: (ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے (یعنی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے)

رات کو طویل عریض اور عمیق لکڑی کو آگ میں ڈال دیجئے۔ صبح کو جل کر سب راکھ ہو گی۔ نہ طول رہے گا نہ عرض اور نہ عمق۔ حسد اس طرح نیکیوں کو جلا دیتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے سیٹھ بڑے بڑے نواب۔ بڑے بڑے عہدیدار بڑے بڑے چوہدری۔ سب کو ان باتوں کا پتہ ہی نہیں۔ اللہ والوں کی صحبت میں ان باتوں کا رنگ چڑھتا ہے۔ حاجی اللہ دتا مرحوم حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا۔ بالکل جاہل مطلق تھا۔ اس کا کام یہ تھا۔ کہ مہمانوں کو لنگر سے روٹی لا کر دینا اور خالی برتن لنگر میں پہنچانا۔ لیکن حضرتؒ کی صحبت میں اس کی ہستی فنا ہو چکی تھی۔

حسد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور یہ کہے کہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ مثلاً کسی کو اللہ نے بیٹا عطا فرمایا۔ حاسد یہ چاہتا ہے کہ اس کا مر جائے اور اس کو مل جائے۔ حاسد دراصل خدا سے ٹکراتا ہے۔ وہ خدا پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ نعمت فلاں شخص کو کیوں دی مجھے کیوں نہیں دی۔ حسد حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل ٹھیک ہے۔

اب اس کا علاج عرض کرتا ہوں۔ نفس کو یہ سمجھایا کیجئے کہ اگر وہ چیز مجھ کو مل جاتی تو ممکن ہے وہ میرے لئے گمراہی کا موجب بنتی۔ قرآن مجید میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے قصہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ خضرؑ جب ایک بچہ کو قتل کر ڈالتے ہیں تو موسیٰؑ اعتراض کرتے ہیں۔

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ط

(سورۃ الکہف رکوع ۱۰ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ کیا تو نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا۔

خضرؑ اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں۔

فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا (سورۃ الکہف رکوع ۱۰ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ (تو اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو ہم ڈرے کہ انہیں بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کرے)

اگر ہم امیر ہوتے تو ہم بھی گلبرگ میں کوٹھی بنا کر رہتے اور مسجد میں نہ آتے۔ مجھے تو اپنے نفس پر اعتماد نہیں ہے۔ اگر میں امیر کے گھر پیدا ہوتا۔ تو میں بھی داڑھی روز منڈواتا۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ج اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ الآیۃ۔ (سورۂ یوسف رکوع ۷ پ ۱۳)۔

(اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا۔ بے شک نفس تو برائی سکھاتا ہے)

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے غریب کے گھر پیدا کیا۔ علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ والوں کی صحبت میں پہنچا کر عمل کی توفیق عطا فرما۔ میں ایک ہی دفعہ گلبرگ گیا ہوں ایک دوست لے گئے تھے۔ وہ نیک آدمی ہیں انہوں نے مجھے بتلایا کہ وہ تقریباً ۳۰ ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ایک پائی رشوت کبھی نہیں لی۔ وہاں ایک بوڑھے آدمی نے بتلایا کہ رات کو دس بجے کے بعد آ کر دیکھئے یہاں جو کچھ ہوتا ہے۔ کوٹھیوں کی اینٹوں سے بو آتی ہے۔ لیکن ان کے دل کے اندھوں کو احساس ہی نہیں۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (سورۃ الحج۔ رکوع ۹ پ ۱۷)

ترجمہ:۔ (بس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں)

آپ کہتے ہیں بینا سارے اندھا کوئی ہیں کہتا ہوں۔ اندھے سارے بینا کوئی۔ دس ہزار میں ایک بھی بینا نہیں ہے۔ ۵۰ ہزار میں ایک بھی بینا نہیں ہے۔ اب میں ریاء کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ

(رواہ احمد)

ترجمہ:۔ محمود بن لبید کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں۔ وہ شرک اصغر ہے (چھوٹا شرک)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا ریاء۔

جو کام نیکی کا اللہ کے لئے کرنا چاہیئے تھا۔ وہ غیر اللہ کے دکھلاوے کے لئے کیا جائے تو یہ ریاء ہے۔ سندھی میں ایک ضرب المثل ہے کہ اندھی پیستی گئی اور کتیا چاٹتی گئی۔ اسی طرح اگر احساس نہ ہو تو شیطان نماز، روزہ، نماز تہجد، درود شریف غرضیکہ ہر نیکی کے کام میں ریاء لاتا ہے۔ تاکہ یہ سب کام اکارت جائیں۔ مثلاً ایک شخص تہجد کے لئے مسجد میں آیا۔ مسجد کا دروازہ بند تھا۔ جب امام صاحب نے دروازہ کھولا تو شیطان دل میں خیال لائے گا کہ امام صاحب کہیں گے کہ بہت ہی نیک آدمی ہے ہزار میں سے ہزار ہی مرائی ہوتے ہیں۔ شیطان لعین نیکی کو نہیں بچنے دے گا۔ جب تک کہ آپ وسواسی آدمی کی طرح ہر وقت چوکنا نہ رہیں گے۔

ریاء کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت خدا کو حاضر ناظر سمجھا جائے۔ میں بیعت کے وقت پہلا سبق یہ دیا کرتا ہوں کہ خیال میں زبان پر اور دل میں فقط اللہ تعالےٰ کا تصور ہو نہ زمین رہے نہ آسمان رہے۔ نہ انسان رہے اور نہ شیطان اور دل پر اللہ ھو کی ضرب لگائی جائے جو اس طرح اپنی تربیت کرائے گا وہ شیطان کے حملہ سے بچ جائے گا اس قسم کے تربیت یافتہ حضرات کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

(سورۃ الاعراف۔ رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ:۔ (بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

مثلاً آپ تقریر کر رہے تھے اور ایک شخص آیا۔ شیطان دل میں خیال لائے گا۔ کہ یہ شخص کہے گا کہ آج تو تقریر بڑی معنی خیز موزوں اور دلچسپ ہے یہ شیطان کا حملہ ہے۔ مجھ پر بھی شیطان حملہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اپنے دونوں مربیوں کی دعا سے میں اس کے حملہ سے بچتا ہوں۔ اگر تربیت یافتہ ہے تو مقرر کو دونوں طرف کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ایک طرف تقریر کو بھی جاری رکھنا ہے اور دوسری طرف شیطان کے منہ میں بھی خاک ڈالنی ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہیں تو شیطان کے حملہ کو نہ سمجھ سکے گا۔ اگر سمجھا نہیں تو بچاؤ کیا کرے گا۔ زہر کے اثر کو زائل کرنے کے لئے تریاق کا استعمال سیکھنا پڑتا ہے۔ جو کچھ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ یہ ایک سبق ہوتا ہے۔ اس کو پکا یاد کیجئے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو حسد اور ریاء سے اپنے آپ کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

## مفید و نادر کتابیں

| | |
|---|---|
| احسن الکلام ہر دو حصص | ۵-۸-۰ فی |
| گلدستۂ توحید | ۱-۹-۰ |
| دل کا سرور یا مسئلہ مختار کل | ۱-۹-۰ |
| تبرید النواظر | ۱-۱۲-۰ |
| صرف ایک اسلام | ۱-۸-۰ |
| مسئلہ قربانی | ۰-۴-۰ |
| چالیس روایتیں | ۰-۴-۰ |
| سیف یزدانی | ۰-۱-۰ |
| نداء القرآن | ۰-۵-۰ |
| حقیقت عیسائیت | ۰-۵-۰ |
| خطبات مولانا احمد علی صاحب حصہ اول | ۱-۸-۰ |
| 〃 〃 〃 دوم | ۱-۰-۰ |
| 〃 〃 〃 سوم | ۱-۰-۰ |
| 〃 〃 〃 چہارم | ۱-۴-۰ |
| 〃 〃 〃 پنجم | ۱-۴-۰ |
| 〃 〃 〃 ششم | ۱-۴-۰ |
| مجلس ذکر 〃 | ۱-۰-۰ |
| چونتیس سٹ رسائل | ۲-۸-۰ |
| پانچوں تفاسیر مجلد | ۲-۸-۰ |

# مُحسنۂ کائنات

## قسط نمبر ۱۳

# واقعاتِ حاضرہ

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی۔ اے بی ٹی خانقاہ ڈوگراں)

دورِ نبویؐ سعادتوں کا دور تھا۔ آفتاب رسالت، بطحا کی وادیوں پر چمکا تو بلند اختر لوگوں نے اس چشمۂ انوار سے کسبِ ضیا کرکے اپنے قلوب و ارواح کو قلوبِ آسمانی سے منوّر کرلیا۔ باطل کی تاریکیاں انسانی آبادیوں سے کافور ہونے لگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ رسولِ ہاشمی کے رُخِ انور پر نگاہیں ڈالتے ہی اعتقادات کی دولت سے مالامال ہونے والے چند دن صحبتِ مصطفویؐ میں بیٹھ کر رشکِ قدسیاں بن جاتے۔

از رہِ اختصار ہم اپنی آنکھوں کو چودہ سو برس بند کرنے کے بعد آج دورِ حاضرہ پر نگاہیں ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں پہلی ہی نظر میں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے:۔ کہ

عصرِ ما مارا زما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفےٰ بیگانہ کرد

(اقبال مرحوم)

اعتقاداتِ حقّہ اور یقیناتِ مسلم کی دُنیا شکوک و شبہات۔ اسرائیلیات و تاویلات بلکہ ہر طرح کی خرافات و بدعات کا گھروندہ بن کر رہ گئی ہے۔ کالجوں کے مفتیوں نے الحاد و زندقہ کو رواداری اور آزاد خیالی کا نام دے کر مذہب سے کہیں زیادہ ہر دلعزیز بنا رکھا ہے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا۔ جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

عبادات پر غور کیجئے تو بقولِ اقبال مرحوم

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصافِ حجازی نہ رہے

اور اگر کہیں کچھ افراد چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ تو فقط اغراض کے بندے۔ ہوس و ہوا کے پرستار۔ چند بے رُوح سجدوں سے خدا کے خریدار۔ اور اُس کی تمام جنّتوں کے کلیم فارم پیش کرنے والے۔ لیکن ہمیں یقین ہونا چاہئے کہ قیامت تک اُمّتِ محمدیہ میں وہ افراد بھی موجود رہیں گے۔ جن کی شانِ عبادت ان آیات کا عکس لئے ہوئے ہے۔ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ

(تُو ان کو رکوع اور سجدے میں رضائے الٰہی تلاش کرتے ہوئے پاتا ہے۔ اور سجدوں کے اثر سے اُن کے چہرے ایک ملکوتی نور لئے ہوئے ہیں۔ مگر یہ قلیل گروہ اولیائے کرام کا گروہ ہے ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو اُن کا متبع بنائے۔

اور ادھر معاملات کا مسئلہ بقول شیخ التفسیر حضرت مرشدنا و مولانا احمد علی صاحب ترقیِ معکوس کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ عقل کے اندھے عالمِ سفلی کی ترقی کو ترقی اور مقصودِ حیات سمجھنے لگے ہیں۔ اور عالمِ علوی سے کلیتہً بے خبر ہیں ملکیت کے تمام اوصاف سے قاصر۔ مگر بہیمیت کے تمام صفاتِ بد سے متّصف۔ احمقوں نے عجب معیارِ ترقی تجویز کیا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

حقیقت ہے کہ معاملات میں بہیمی قوتوں کا اس قدر غلبہ و استیلا ہے۔ کہ ہم لوگ اپنی اغراض و شہوات سے اندھے ہوکر اپنے محسنوں پر بھی دانت تیز کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو بھلا اَن دیکھی ہستی ہے۔ مگر والدین کا جوڑا تو دیوانہ وار خدمت کرتا ہوا ہمیں نظر آتا ہی ہے۔ نوجوان جو اپنے بچپن کے واقعات فراموش کر چکا ہے۔ آخر اندھا تو نہیں ہے۔ اپنے بیوی کو بچوں کی پرورش کرتے ہوئے۔ رات دن دیکھتا ہی ہے۔ اور پھر آپ بھی ہر دُکھ سکھ میں شریکِ حال رہتا ہے۔ ہائے۔ ہائے۔ پھر یہ قسمت کا مارا۔ بیوی پرست۔ خدا کا دُشمن۔ رسول اللہ کا نافرمان کیوں نہیں سوچتا کہ میری بیوی اور بچے اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ لذیذ سے لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ گھر میں ہر طرح کی آسائش سے رہتے ہیں۔ مگر میرے پرورش کرنے والے (والدین وجہ تخلیق ہوتے ہیں) یعنی میرا باپ جو اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی میری خوشنودی کے لئے کھلونوں اور مٹھائیوں میں صرف کر دیتا تھا اور میری ماں جو ایک وقت میں دایہ بھی تھی۔ ماں بھی تھی۔ بھنگن بھی تھی۔ دھوبن بھی تھی۔ باورچن بھی تھی۔ درزن بھی تھی۔ خادمہ بھی تھی۔ اور ہر لمحۂ حیات میں دُعاگو بھی تھی۔ آج ایک علیحدہ گھر میں بےکسی اور بےبسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اُن پر عرصۂ حیات تنگ ہے۔ وہ باجرہ اور جوار کی خشک روٹی کھاتے ہیں۔ اور مَیں اپنے بال بچّوں میں بیٹھ کر توسٹ۔ چائے۔ گوشت۔ سبزیاں۔ حلوہ۔ پُلاؤ۔ قورما اور پھل کھاتا ہوں۔ کاش! یہ بد نصیب عیّاش نوجوان کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرتا۔ کہ میرے باپ کے کھدّر کے پھٹے پُرانے کپڑے۔ پھٹی جوتا۔ کمزور اعضاء ہاتھوں میں رعشہ۔ چہرے پر سیاہ داغ۔ اور جھُرّیاں اور ادھر ماں کی بینائی کمزور۔ کمر میں کبڑاپن۔ بالوں میں سفیدی۔ عقل میں انحطاط و اختلال مگر وہ بیچارہ اُسی حالت میں مزدوری کرکے شام کو تھکا ہارا چند دام لیکر گھر آتا ہے۔ اور میری بڑھیا ماں اپنے اپاہج ہاتھوں سے اور لرزتی ہوئی ٹانگوں سے گھر کا کام کاج کرتی پھرتی ہے۔

حضرات! آیئے میرے ساتھ چند قدم اور چلئے!

یہ کون ہے؟ خدائے قدّوس کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ یہ وُہ ہے۔ جس نے اپنی آغوشِ محبت میں پانچ لڑکے اور ایک لڑکی کو پالا۔ تربیت کی تمام کلفتیں برداشت کیں۔ جوان ہو گئے۔ تو سب کی شادی کی۔ اب اس کے کم از کم پچیس یا تیس پوتے پوتیاں ہیں۔ مگر یہ سب سے جدا ہے کوئی اس کا پُرسانِ حال نہیں۔ اکیلے گھر میں رہتی ہے۔ نہیں نہیں باہر حویلی میں چو چار پاؤں کے لئے تھی بسر کرتی ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم مَیں نے خود اس کے سر پہ پانی کا مٹکا رکھا اور اُس کی بےکسی پر آنسو بہائے۔ مَیں نے دیکھا کہ چہرہ جھُرّیوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہاتھ رعشے سے کانپ رہے تھے۔ اس ضعیفہ کا گھڑا اُٹھا کر چلنا خود ہی خیال فرما لو۔ کتنا جانکاہ منظر تھا۔ خود ہی آٹا گوندھتی ہے پکاتی ہے۔ ہنڈیا کیا پکا سکتی اکیلی ہے۔ بغیر سالن کے ہی روٹی کھا لیتی ہے۔ اور پھر دو وقت روٹی نہیں پکاتی۔ بلکہ صبح کو پکاتی ہے اور وہی رات کو بھی کھا لیتی ہے۔ ہائے ہائے۔ یہ محسنۂ کائنات کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے۔

یہ کون ہے؟ مجھ سے مت پوچھو مائی نورو بی بی ہے۔ جوانی ہی میں رانڈ ہو گئی

تھی- ایک مربع زمین کی مالک بھی ہے- چار لڑکے ہیں- جواب اپنے اپنے گھروں میں نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ اُن میں سے دو تو پوتیوں اور پوتوں والے ہو چکے ہیں- مگر مائی نور بی بی کا کوئی گھر نہیں- بہو بیٹیاں گھر پر قابض ہیں- اور اس کا دماغ مختل ہے- بازاروں میں پھرتی ہے گھروں میں آتی جاتی ہے- اگرچہ انتہا درجہ کی کمزور بھی ہے- مگر ابھی چلتی پھرتی ضرور ہے- روٹی بیٹوں کے گھروں سے ہی کھاتی ہے- مگر یاد رہے بے بسی- اور کس مپرسی کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے-

میں قرآن حکیم کے مفسروں سے عرض کرتا ہوں کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا کی تفسیر جو آپ کرتے ہیں میں اس سے بدل و جان اتفاق کرتا ہوں- مگر میں پوچھتا ہوں کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یاکلون اموال الوالدین ظلما کے متعلق آپ حضرات کا کیا فتوےٰ ہے- وہ نوجوان جو والدین کی جائداد پر قابض عیش و عشرت میں مستغرق ہیں اور والدین پر صبح و شام فاقوں کی نوبت بھی آ جاتی ہے- والدین کی حیثیت بھنگیوں کی سی نظر آتی ہے- ماں جائی بہنوں کو اپنی جنم بھوم دیکھے برسوں گزر گئے ہیں- کیا یتیموں کا ظلم و ناانصافی سے مال کھانے والوں سے ان باغی و طاغی نوجوانوں کی رنگ رلیاں غضب و قزاقی کی کم غمّاضی کر رہی ہیں؟

کیا یہ لوگ محسن کشی کر کے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستوجب نہیں بنا رہے ہیں؟ کیا ان کے تر نوالے یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا کا پتہ نہیں دیتے ہیں؟ اور کیا یہ ظالم سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا کی وعید سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں-

میں پھر پوچھتا ہوں کہ کیا ان بداختروں کو پیغام الٰہی یاد ہے؟ وشکرولی ولوالدیک

یہ کون ہے؟ مائی رابعہ ہے کھیتوں سے روتی ہوئی آ رہی ہے- ایک چوٹ بازو پہ اور ایک کمر پہ کھا کر آئی ہے؟ کیا خاوند نے مارا ہے؟ نہیں- کیا باپ یا بڑے بھائی نے پیٹا ہے- نہیں- کیا چوروں اور ڈاکوؤں نے ظلم کیا ہے؟ نہیں- ہاں میں بتاتا ہوں- اس بدنصیب مائی کے اکلوتے بیٹے عبداللہ نے اس کو مارا ہے-

کون عبداللہ؟ اگر میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے باوجود راس المنافقین ہونے کے فخر دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہاتھ تو کبھی نہیں اُٹھایا تھا- یہ مانا- کہ یقیناً اُٹھاتا- مگر اُٹھا نہیں سکتا تھا-

جس نے اُٹھایا تھا- اس کا پروردگارِ ارض و سما نے تبّت یدا ابی لہب وّتبّ فرما کر جواب دیا تھا-

خیر! مائی رابعہ عین جوانی میں رانڈ ہو گئی تھی- بڑی مشکل سے اور غربت کی سختیاں برداشت کر کے یتیم عبداللہ کو پالا پوسا تھا- زمین بھی تھوڑی تھی- گزران بڑی مشکل سے ہوتی تھی- اب عبداللہ جوان ہوا تو ہزار شوق سے اس کی شادی رچائی- بہو بیٹی آئی تو گھر کے سارے اختیارات اس کو سونپ دیئے- نہ کوئی لڑکی- نہ لڑکا- صرف تن تنہا ایک بوڑھی جان- مگر اس گھر میں وہی انا الموجود لا غیری عبداللہ کی بیوی کی زبان پر جاری ہے- رات دن کی بے عزّتی اور گاہے گاہے عبداللہ کا اپنی ماں کو پیٹنا-

قارئین کرام شاید آپ نے سمجھا ہوگا- کہ میں مبالغے سے کام لے رہا ہوں اور کذب بیانی سے اپنے مضمون کو چاشنی دینا چاہتا ہوں- اللہ تعالےٰ شاہد ہے کہ یہ حقائق ہیں اور یہ واقعات ہیں جو میری زبانِ قلم سے نکل رہے ہیں- دل چاہتا ہے کہ عبداللہ کی اس قصّابی پر اور مظلومہ رابعہ کی بے بسی پر چند خون کے آنسو بہاؤں- سُنئے! گھڑیاں- دن- ہفتے- مہینے اور سالہا سال اسی طرح سے گزر رہے ہیں- مگر عبداللہ کی فطرت اس قدر مسخ ہو چکی ہے کہ اس کو اپنے کئے پر تاسف نہیں ہوتا- مگر ماں کی مامتا میں بھی باوجود ان مظالم کے اب تک بھی فرق نہیں آیا-

وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے حق میں دُعائے خیر کئے جاتی ہے- اگلے دن ربّ ذوالمنن نے اپنے لطف و کرم سے میرے گھر میں فرزند عطا فرمایا- میری والدہ کو تو عورتیں مبارک باد دیتی تھیں- مجھے والدہ محترمہ نے بتایا کہ مائی رابعہ بھی آئی- تو مبارک باد کے بعد کہنے لگی کہ بہن حاجن! خدا تعالےٰ سے دُعا کرو- کہ اللہ تعالےٰ میرے گھر بھی پوتا عطا کرے- اللہ اللہ- یہ سُن کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی- میں نے دوبارہ پوچھا کہ امّاں جان- کونسی مائی رابعہ؟ تو والدہ نے فرمایا- وہی رابعہ جس کا لڑکا اُس کو چند دفعہ چابک سے مار چکا ہے-

حضرات، آپ نے زمانے کو ہزار بار کوسا ہوگا- اور میں بھی اس معاملے میں آپ کا ہمنوا ہوں- کہ موجودہ زمانہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے- معاشرے میں بھی اس قدر قباحتیں پیدا ہو چکی ہیں کہ انسانی فطرت ان سے متاثر ہو کر بڑی حد تک اپنا صحیح عمل بھی بھول چکی ہے- مگر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا محسنۂ کائنات کی بے لوث محبت والہانہ جذبہ خدمت اور اس کے ملکوتی جنون میں بھی کوئی فرق آیا ہے؟

ہرگز نہیں- وہ ابتدا سے انتہا تک مرورِ ایام کی تبدیلیوں کے باوجود اپنے پہلو میں ایک دل رکھتی ہے جو اولاد کی محبت سے پُر سوز ہے- جس کی گرمی موت کے پیغام سے پہلے کوئی چیز بُجھا نہیں سکتی- یہی وجہ ہے کہ رسولِ پاک نے معاویہؓ بن جاہمہ کو فرمایا تھا جبکہ وہ جہاد میں شامل ہونے کا مشورہ طلب کرنے کے لئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے- ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ؟ کیا تیری ماں ہے؟ قال نَعَمْ- عرض کیا- ہے- فرمایا- فَالْزِمْھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلِھَا (نسائی) پس اس کی خدمت کرتے رہو- کیونکہ جنّت اُس کے قدموں کے نیچے ہے- حقیقت ہے- والدہ کی محبت سرمدیت ابدیت کے مبارک انوار سے منور ہے- لہٰذا پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلّم نے والدہ کی خدمت کو حصولِ جنّت اور حصول الی اللہ کا ذریعہ فرمایا ہے-

اگلے دن مجھے لاہور میں آنے کا اتفاق ہوا- دہلی دروازہ سے تانگہ پر سوار ہو کر لوہاری کو جانا تھا- پیچھے کی سیٹ پر ایک بوڑھا آدمی بھی آ کر بیٹھ گیا- اس کے بیٹھتے ہی تانگے والا جو قدرے ادھیڑ عمر تھا بوڑھے سے خیر و عافیت پوچھنے لگا-

**تانگے والا**- کیوں بھیّا- بیٹے بھی کچھ دیتے ہیں؟

**بوڑھا**- نہیں میں خود ہی دن میں کوئی روپیہ ڈیڑھ کما لیتا ہوں-

**تانگے والا**- میں تو پہلے ہی آپ کے حالات سے واقف ہوں-

**بوڑھا**- (نہایت شکست خوردہ لہجے میں) اچھا زندگی کے دن تو پورے کرنے ہی ہیں-

**میں**- اچھا بابا! آپ کی عمر کتنی ہے؟

**بوڑھا**- بیٹا میں بیاسی سال کا ہوں-

(میں نے پیچھے کی طرف مُڑ کر دیکھا- تو میرے دل پر ایک چوٹ لگی)

**میں**- باباجی آپ کے کتنے بیٹے ہیں-

**بوڑھا**- میرے تین بیٹے ہیں-

باقی صفحہ ۱۴ پر

# صدیق اکبرؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم۔اے فاضلِ دیوبند)

(گزشتہ سے پیوستہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر عرب کے بہت سے قبیلے جو حال ہی مسلمان ہوئے تھے۔ اور جن کے دلوں میں اسلام راسخ نہیں ہُوا تھا مرتد ہو گئے۔ بعض لوگوں نے نبوّت کا دعوےٰ کیا۔ بعض زکوٰۃ کے منکر ہو گئے۔ ان فتنوں سے بڑے بڑے صحابہ یہانتک کہ حضرت عمرؓ بھی گھبرا گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے نرمی کی سفارش کرنے لگے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس رائے کو رد کر دیا۔ اور فرمایا۔ "واللہِ لَاُجَاھِدَنَّھُمْ وَلَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالاً۔" یعنی اللہ کی قسم اگر وہ لوگ زکوٰۃ میں سے رسّی کا ایک ٹکڑا بھی روک لیں گے تو میں اُن سے ضرور جہاد کروں گا۔

آخر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آہنی عزم و استقلال اور جہاد سے فتنۂ ارتداد کا انسداد کیا۔ مدعیان نبوّت کی سرکوبی کی اور اسلام کی کشتی کو سیلابِ حوادث میں ڈوبنے سے بچا لیا۔ حضرت عمرؓ کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ اللہ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا۔

یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ یہ مدعیان نبوّت کلمہ گو تھے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی نہ تسلیم کرنے کے سبب سے کافر قرار دیئے گئے۔

اس عظیم الشان کام سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں ایران اور روم کے خلاف مہمیں بھیجیں تاکہ مسلمان ان کی جارحانہ کارروائیوں اور شرارتوں سے محفوظ رہیں۔ ان دونوں میں مسلمانوں کی فتح ہُوئی۔

آخر ۲۲۔ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کی شب کو دو ہفتے بیمار رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جاں نثار یارِ غار اور اُمّت کے غمگسار نے "تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔" کہتے ہوئے دارالقرار کی راہ لی۔ اور اپنے شاندار کارنامے بطور یادگار چھوڑے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب دفن کیئے گئے۔ جس طرح زندگی بھر اپنے آقا کا دامن نہ چھوڑا! اسی طرح مرنے کے بعد بھی آپ سے مُنہ نہ موڑا۔ سن شریف ترسٹھ برس کا تھا۔ اور مدّتِ خلافت دو برس تین مہینے۔

وفات سے قبل آپ نے اپنی زمین فروخت کر کے بیت المال سے لی ہوئی تمام رقم واپس کر دی اور وصیّت کی کہ ایک غلام۔ ایک اونٹنی اور ایک چادر جو اس وقت میری ملکیت میں ہیں میری موت کے بعد بیت المال میں داخل کر دی جائیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی پوری زندگی اسلام اور اہل اسلام کی خدمت حمایت اور اعانت میں گزری۔ آپ خلق رسول امین کے کامل نمونہ تھے۔ غریبوں۔ مسکینوں۔ محتاجوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ ان کی بکریاں دوہتے تھے۔ بازار سے ان کا سودا لا دیتے تھے۔ مریض کی عیادت کرتے تھے۔ جنازہ کے ہمراہ چلتے تھے۔ نہایت حلیم۔ رحیم۔ کریم۔ شفیق۔ سخی۔ متواضع۔ محتاط۔ امین۔ صادق۔ متقی۔ متوکل۔ شجاع۔ سنجیدہ۔ باوقار اور خدا ترس تھے۔ اس قدر بلند مرتبہ۔ فانی فی الرسول اور فانی فی اللہ ہونے کے باوجود خشیۃ اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے تو حیوانات اور نباتات بہتر ہیں۔ کیونکہ ان سے کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ میرے اعمال کی بنا پر مجھ سے کیا سلوک کریگا۔

ایک دفعہ آپ بہت بھوکے تھے۔ غالباً فاقہ ہوگا۔ آپ کے غلام نے کچھ کھانا پیش کیا جسے آپ کھانے لگے۔ آپ نے ابھی ایک ہی لقمہ کھایا تھا کہ غلام نے ٹوکا اور عرض کیا۔ "آج آپ نے خلافِ معمول یہ نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کس ذریعہ سے حاصل کیا۔" آپ نے فرمایا کہ مَیں بھوک کی شدّت میں پوچھنا بھول گیا اب یاد آیا۔ لہٰذا بتاؤ کہ کہاں سے لائے۔ اس نے جواب دیا۔ "مسلمان ہونے سے پہلے میرا پیشہ کہانت تھا۔ مَیں نے ایک شخص کے لئے منتر پڑھا تھا۔ جس کی اُجرت میں اُس نے آج مجھے یہ کھانا دیا ہے۔" یہ سُن کر آپ نے اُس کی مذمت کی اور قے کر کے بہت مشکل سے وہ لقمہ نکالا۔ لوگوں نے کہا کہ ایک لقمہ کے لئے اس قدر تکلّف کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے خوف ہوتا کہ لقمہ کے ساتھ میری جان بھی نکل جائیگی تو مَیں اسے نکالتا۔ کیونکہ مال حرام سے پلا ہُوا جسم جہنم میں جلے گا۔

نماز میں آپ اس درجہ محو اور بے حس و حرکت ہوتے تھے کہ گویا لکڑی گڑی ہوئی ہے۔

خلیفہ ہو کر بھی آپ نے اپنی وضع نہیں بدلی۔ مدینہ کے قریب ایک نابینا ضعیفہ رہتی تھی۔ حضرت عمرؓ اکثر اس کے گھر جا کر پوچھتے تھے کہ اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو مَیں کر دوں۔ لیکن وہ ہر دفعہ یہی جواب دیتی تھی کہ آپ سے پہلے ایک شخص میرا کام کر گیا ہے۔ ایک دن حضرت عمرؓ اُس کے گھر کے نزدیک چُھپ کر کھڑے ہو گئے تاکہ دیکھیں کہ وہ شخص کون ہے۔ چنانچہ حسبِ معمول وہ شخص آیا تو معلوم ہُوا کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفۃ الرسول امیر المسلمین ہیں۔ اسی لئے حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ "ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا ابوبکر" ہم جس نیکی کی طرف بڑھے اس میں ابوبکرؓ ہم سے سبقت لے گئے۔

ان حضرات نے اپنے عمل سے "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ" کی تصدیق کی۔ یہی سبب تھا کہ مہاتما گاندھی کو جب مثالی حکمرانوں کی تلاش ہوئی تو اُن کی نظرِ انتخاب ہر طرف سے ہٹ کر خلفائے راشدین پر پڑی۔ اور انہوں نے اپنے اہلِ وطن کو نصیحت کی کہ پیغمبرِ اسلام کے جانشینوں کی طرح حکومت کرو۔ یہ ایک خراجِ عقیدت ہے جو ایک غیر مسلم نے پیغمبرِ اسلامؐ اور آپ کے خلفاء کے حضور میں پیش کیا۔ حقیقی خوبی وہی ہے جسے غیر بھی مان لے۔

آپ "یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ" (اے مومنو۔ اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ) کا کامل مرقع تھے۔ آپ نے جان۔ مال۔ وطن۔ اولاد۔ عزّت۔ عیش و آرام سب کچھ اسلام پر قربان کیا۔ آپ کے متعلق یہ نہ پوچھئے کہ کونسی قربانی کی بلکہ یہ پوچھئے کہ کونسی قربانی نہیں کی۔ آپ اسلام کی حمایت میں ہر فتنہ کے

کے سامنے سپر رہے۔ آپ کی شخصیت بلا مبالغہ اسلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے۔ یورپی مستشرقین نے اقرار کیا ہے کہ اگر پیغمبر اسلام مخلص اور نیک نیت نہ ہوتے تو ابوبکرؓ جیسا سنجیدہ۔ بااخلاق اور مردم شناس آدمی جو آپ کی پوری زندگی سے واقف تھا ہرگز آپ کا مصاحب اور جان نثار نہ بنتا۔

آپ علوم انساب۔ تعبیر و تفسیر کے ماہر۔ حافظ قرآن۔ فقیہ اور خطیب تھے۔ عرب کے فصحا میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے جان و مال کے علاوہ زبان سے بھی اسلام کی خدمت کی۔ فرماتے تھے کہ میں اللہ کی حمد کرتا اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں جن کو اس نے سراج منیر بنا کر بھیجا۔ تاکہ اس کی روشنی میں ہم اللہ کو پہچانیں اور صراط مستقیم پر چلیں۔ آپ اللہ کے فضل کی بشارت سنانے والے اور اس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ جس نے آپ کی پیروی کی، نجات پائی۔ اور جو منحرف ہوا ہلاک ہوا۔ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہی تمام برائیوں کے مقابلہ میں تمہاری ڈھال ہے۔ نفس کا اتباع نہ کرو ورنہ اللہ کی راہ سے ہٹ کر تباہ ہو جاؤ گے۔ انسان مٹی سے بنا ہے اور مٹی ہی میں مل جانے والا ہے۔ اس لئے فخر و تکبر زیبا نہیں ہے۔ موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اس لئے جو کچھ کرنا ہے ابھی کرلو۔ ممکن ہے کہ پھر موقع نہ ملے۔ نیکی پر ثابت قدم اور اللہ کی رحمت کے حصول میں سرگرم رہو۔ کلام اللہ میں گزشتہ امتوں کے جو حالات بیان ہوئے ہیں ان سے سبق لو۔ حرام سے بچو۔ اسی میں تمہاری فلاح ہے۔ جس کام کا انجام جہنم ہو وہ خیر نہیں اور جس عمل کا نتیجہ جنت ہو وہ شر نہیں

فرماتے تھے کہ موت و حیات اور عزت و ذلت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ میں ضلالت اور ارتداد سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس نے اپنے نبی کو دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا۔ تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں۔ آپ دنیا کو جاہلیت کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے۔ ہر شخص اس نور سے حصہ لے سکتا ہے۔ اللہ کے اس احسان کو یاد کرو۔ کہ پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اس کے رسول کے فیض سے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور تم بھائیوں کی طرح ہوگئے۔ پہلے تم کفر شرک اور نااتفاقی کی وجہ سے جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے تھے اور قریب تھا کہ اس میں گر جاؤ۔ مگر اللہ نے اپنا رسول بھیج کر تم کو اس سے بچا لیا۔ آپؐ کے احکام کی تعمیل ہی جہنم سے بچا سکتی ہے۔ اور جنت دلا سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت یاد رکھو اور حاضر و ناظر سمجھو تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حق کو اختیار کرو۔ اور باطل کو چھوڑو۔ ایک دن دربار الٰہی میں اپنے ہر کام کا حساب دینا پڑے گا۔ اس کے لئے ابھی تیاری کرو۔ تاکہ حساب دیتے وقت حسرت و ندامت نہ ہو۔ اس کے حضور میں صرف نیک اعمال مقبول ہیں۔ اور نیک اعمال وہی ہیں جو اس کی مرضی کے مطابق ہوں۔ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔ وہ اپنی دولت۔ ثروت اور سلطنت یہیں چھوڑ گئے۔ اور خاک میں مل گئے۔ ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا وہ اپنے ساتھ اعمال کے سوا کچھ نہ لے جا سکے۔ ان کے دوست اور رشتہ دار ان کو موت سے نہ بچا سکے۔ اللہ اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اسی کو پکارو اور اسی کی اطاعت کرکے ابدی زندگی حاصل کرو۔

فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تواضع اختیار کرو اور نیکی میں سبقت کرو۔ تم نے روز الست اس سے جو عہد کیا تھا اس پر قائم رہو۔ قرآن مجید کو اپنا رہنما بناؤ۔ تم پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہو۔ کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ موت و حیات کا مقصد ہی یہ ہے کہ تمہاری آزمائش ہو۔ کہ کس کس نے سب سے اچھے عمل کئے۔ اس سے پہلے کہ اللہ تمہارے اعمال کا حساب لے تم خود اپنے اعمال کا حساب لو۔ اور ان کو اس قابل بناؤ کہ اللہ کے حضور میں پیش کئے جا سکیں۔ یاد رکھو تمہارے اعمال اللہ کے حضور میں پیش ہونگے۔ اور ہر عمل کی جزا یا سزا ملے گی۔ ان قوموں کی مانند نہ ہو جو سرکشی کرکے عذاب الٰہی کی سزاوار ہوئیں۔ روز حساب کے لئے ابھی سامان کرلو۔

آپ کے اقوال حکیمانہ تھے۔ فرماتے تھے :۔

جو شخص عمل صالح کا توشہ لئے بغیر قبر میں گیا وہ گویا بے کشتی دریا میں اترا۔

تین چیزیں تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں۔ دولت تمنا سے۔ شباب خضاب سے اور تندرستی دواؤں سے۔

چار چیزیں چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہیں۔ نماز سجدۂ سہو سے۔ روزہ صدقۃ الفطر سے۔ حج فدیہ سے اور ایمان جہاد سے۔

تاریکیاں پانچ ہیں اور ان کو دور کرنے کے لئے پانچ چراغ ہیں۔ حب دنیا تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ ہے۔ گناہ تاریکی ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے۔ قبر تاریکی ہے اور اس کا چراغ کلمہ طیبہ ہے۔ آخرت تاریکی ہے اور اس کا چراغ عمل صالح ہے۔ صراط تاریکی ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔

ابلیس تمہارے آگے۔ دنیا تمہارے پیچھے نفس تمہاری داہنی جانب۔ خواہش تمہاری بائیں جانب۔ اعضا تمہارے گرد۔ اور خدائے جبار اپنی قدرت کے ساتھ تمہارے اوپر ہے۔ ابلیس لعین ترک دین کی طرف۔ نفس معصیت کی طرف۔ خواہش حرص کی طرف۔ دنیا آخرت فراموشی کی طرف اعضا گناہوں کی طرف اور خدائے جبار جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں۔ پس جو ابلیس کی دعوت قبول کرتا ہے۔ اس کا دین جاتا رہتا ہے۔ جو نفس کی دعوت قبول کرتا ہے اس کی روح جاتی رہتی ہے۔ جو خواہش کی دعوت قبول کرتا ہے اس کی عقل جاتی رہتی ہے۔ جو دنیا کی دعوت قبول کرتا ہے اس کی آخرت خراب ہو جاتی ہے۔ جو اعضا کی دعوت قبول کرتا ہے جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی دعوت قبول کرتا ہے اس کی برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اس کو نیکیاں مل جاتی ہیں۔

بخیل کو سات باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے۔ یا تو اس کی موت کے بعد اس کا وارث اس کے مال کو ناجائز کاموں میں ضائع کر دیتا ہے۔ یا کوئی ظالم بادشاہ اس کو ذلیل کرکے اس کا مال چھین لیتا ہے یا وہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

# نشانِ قیامت عیاں دیکھتا ہوں

(از جناب عبد الرحیم صاحب جاوید الہ آبادی)

اُمڈتا وہ سیلِ رواں دیکھتا ہوں
قریبِ ہلاکت جہاں دیکھتا ہوں

کسے آج میں شادماں دیکھتا ہوں
جسے دیکھوں محوِ فغاں دیکھتا ہوں

یتیموں کا دردِ نہاں دیکھتا ہوں
غریبوں کی بپتا بیاں دیکھتا ہوں

جہالت کا اب وہ سماں دیکھتا ہوں
کہ حق گو کی کٹتی زباں دیکھتا ہوں

میں شیطاں کو پیرِ مغاں دیکھتا ہوں
کہ میخوار شاہِ جہاں دیکھتا ہوں

میں صیّاد کو باغباں دیکھتا ہوں
ہے رہزن جسے پاسباں دیکھتا ہوں

اے انساں تجھے نیم جاں دیکھتا ہوں
کہ شیطاں کو تجھ میں نہاں دیکھتا ہوں

جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں
نشانِ قیامت عیاں دیکھتا ہوں

غریبوں کا غمخوار و ہمدرد و یاور
تجھے میرِ ملّت! کہاں دیکھتا ہوں

خجل دیکھ کر جن کو حیوانیت ہے
وہ افعالِ بد الاماں دیکھتا ہوں

سُنو خرمنِ قلبِ مسلم پہ لاکھوں
میں گرتی ہوئی بجلیاں دیکھتا ہوں

سُن اے دخترِ دینِ احمد میں تیری
سرِ بزم رسوائیاں دیکھتا ہوں

شب و روز افعالِ ناگفتہ تیرے
اے اسلام کے نوجواں دیکھتا ہوں

عبادات بے کیف کرتا ہے عابد
میں بے سوز بانگِ اذاں دیکھتا ہوں

فریب و دغا و ریا کے ہیں پیکر
میں دنیا میں انساں کہاں دیکھتا ہوں

لیا لوٹ زاہد کے ایمان و دیں کو
بتوں میں وہ اب شوخیاں دیکھتا ہوں

سدا روحِ ملّت کو دستِ اجل میں
میں لیتے ہوئے ہچکیاں دیکھتا ہوں

خبر گلشنِ دینِ احمد کی لینا
کہ میں آج اس میں خزاں دیکھتا ہوں

یہ آذر نے پھر بت تراشے ہیں گویا
جنہیں سینما میں عیاں دیکھتا ہوں

خدا کی قسم جادۂ حق سے ہر دم
میں بھٹکا ہوا کارواں دیکھتا ہوں

شب و روز جاوید امّت کے غم میں
تری آنکھ کو خونفشاں دیکھتا ہوں

# اللہ تعالےٰ کی نیک بندیاں

## حضرت شاہ بن شجاع کرمانی کی بیٹی کا ذکر

یہ بزرگ بادشاہی چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے۔ اُن کی ایک بیٹی تھیں۔ ایک بادشاہ نے پیغام دیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا۔ ایک غریب نیک بخت لڑکے کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھ کر اس سے نکاح کر دیا۔ جب وہ رُخصت ہو کر شوہر کے گھر آئیں ایک سوکھی روٹی گھڑے پر ڈھکی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے۔ لڑکے نے کہا یہ رات بچ گئی تھی روزہ ہونے کے لئے رکھ لی۔ یہ سُن کر وہ اُلٹے پاؤں ہٹیں۔ لڑکے نے کہا۔ مَیں پہلے ہی جانتا تھا کہ کہ بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غریبی پر کب راضی ہو گی۔ وہ بولیں بادشاہ کی بیٹی غریبی پر ناراض نہیں ہے بلکہ اس سے ناراض ہے کہ تم کو خدا پہ بھروسہ نہیں ہے۔ اور مجھ کو باپ سے تعجب ہے کہ مجھ سے یوں کہا کہ ایک پارسا جوان ہے۔ بھلا جس کو خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ پارسا کیا وہ جوان عذر کرنے لگا وہ بولیں عذر تو مَیں جانتی نہیں یا تو گھر میں مَیں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ اس جوان نے فوراً وہ روٹی خیرات کر دی۔ اس وقت وہ گھر بیٹھیں۔

**فائدہ۔** بیبیو یہ بھی عورت[1] تھیں تم کچھ تو صبر سیکھو۔ اور مال و متاع کی ہوس کم کرو۔

## حضرت حاتم اصم کی ایک چھوٹی سی لڑکی کا ذکر

یہ ایک بڑے بزرگ ہیں۔ کوئی امیر چلا جا رہا تھا اُس کو پیاس لگی۔ ان کا گھر رستے میں تھا۔ پانی مانگا اور جب پانی پی لیا تو کچھ نقد پھینک کر چلا گیا سب کا توکل پر گزر تھا۔ سب خوش ہو گئے اور گھر میں اُن کے ایک چھوٹی سی لڑکی تھی وہ رونے لگی۔ گھر والوں نے پوچھا۔ کہنے لگی۔ کہ ایک ناچیز بندے نے ہمارا حال دیکھ لیا تو ہم غنی ہو گئے۔ اور خدائے تعالےٰ

[1] ان کو توکل کا اعلےٰ مقام حاصل تھا۔

تو ہر وقت ہم کو دیکھتے ہیں۔ افسوس ہم اپنا دل غنی رکھتے۔

**فائدہ۔** کیسی سمجھ کی بچّی تھیں۔ افسوس ہے کہ اب بوڑھیوں کو بھی اتنی عقل نہیں۔ کہ خدا پر نظر نہیں رکھتیں خلقت پر نگاہ کرتی ہیں کہ فلانی سے نفع ہو جائے گا۔ فلانا مدد کرے گا۔ خدا کے واسطے دل کو ٹھیک کرو۔

## حضرت ست الملوک کا ذکر

یہ ملک عرب کی رہنے والی ہیں۔ ان کے زمانہ میں تمام ولی اور عالم ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ایک بار بیت المقدس کی زیارت کو آئی تھیں۔ اس زمانہ میں وہاں ایک بزرگ تھے علی بن علبس یمانی اُن کا بیان ہے کہ مَیں اُسی مسجد میں تھا مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک ایک نور کا تار بندھ رہا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو اُس گنبد کے نیچے یہ بی بی نماز پڑھ رہی ہیں۔ اور وہ تار اُن سے ملا ہے۔

**فائدہ۔** یہ نور پرہیزگاری کا تھا۔ دل میں تو سب پرہیزگاروں کے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کبھی ظاہر میں بھی دکھلا دیتے ہیں۔ لیکن اصل جگہ اس نور کی دل ہے۔ بیبیو پرہیزگاری اختیار کرو۔ نیک کاموں کی پابندی کرو۔ جو چیزیں منع ہیں اُن سے بچو۔

## ابو عامر واعظ کی لونڈی کا ذکر

ان کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک لونڈی بہت ہی بے حقیقت داموں کو بکتی دیکھی جس کا رنگ تو زرد ہو گیا تھا اور پیٹ پیٹھ ایک ہو گیا تھا۔ اور بال میل سے جم گئے تھے۔ مجھ کو اُس پر ترس آیا مَیں نے مول لے لیا۔ مَیں نے کہا۔ بازار میں جا کر رمضان کا سامان خرید لا۔ کہنے لگی خدا کا شکر ہے۔ میرے لئے بارہ مہینے برابر ہیں۔ اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتی۔ اور رات کو عبادت کرتی۔ پھر جب عید آئی تو مَیں نے اس کے لئے سامان خریدنے کا ارادہ کیا۔ کہنے لگی تمہارے مزاج میں دُنیا کا بڑا بکھیڑا ہے۔ پھر اپنی نماز میں لگ گئیں۔ ایک آیت پڑھی جس میں دوزخ کا ذکر تھا۔ بس ایک چیخ مار کر گر گئیں اور مر گئیں۔

**فائدہ۔** دیکھو خدا کا خوف ایسا ہوتا ہے۔ خیر یہ حال تو اختیار سے باہر ہے مگر اتنا تو ضرور ہے کہ گناہ سے رُک جایا کریں۔ چاہے کسی طرح کا گناہ ہو۔ ہاتھ پاؤں کا ہو یا دل کا ہو یا زبان کا ہو۔

---

(بقیہ۔ محسنۂ کائنات صفحہ ۱۰ سے آگے)

(اس کے بعد مَیں خاموش ہو رہا اور (تانگے والا اور بُوڑھا آپس میں باتیں کرنے لگے۔ بوڑھے نے بتایا کہ اُس کا پچھلے سال کافی روپیہ خرچ ہو گیا ہے کیونکہ اس نے ہرنیا کا اپریشن کرایا تھا۔ اور اُس کو کئی دن میو ہسپتال میں رہنا پڑا تھا)

مَیں۔ باباجی۔ جب آپ میو ہسپتال میں بیمار تھے تو آپ کے لڑکے آپ کی خبرگیری کے لئے وہاں آتے ہونگے؟

بُوڑھا۔ نہیں بیٹا۔ وہ کیوں آنے لگے۔ دو لڑکے باری باری آئے تھے اور وہ بھی مجھے گھر آ کر پتہ چلا کہ اُن کی ماں نے اُن کو ایک ایک روپیہ دیا تھا تب آئے تھے تیسرے کو روپیہ نہ دیا۔ لہٰذا وہ نہ آیا (قارئین کرام ان واقعات کے نتائج پر خود غور کرتے جائیں اور موجودہ معاشرے کا جائزہ لیتے جائیں۔

اگلے دن حاکم علی اپنے بوڑھے باپ سے نہایت طیش میں آ کر کہہ رہا تھا کہ جہاں تم نے پانی کا گلاس انڈیلا ہے۔ یہ جگہ میری ہی تو ہے۔ مَیں نے سُن کر کہا کہ اس گستاخ کی اولاد اس جگہ پر پرورش پا کر کیسے ذاکر و شاغل ہو سکتی ہے اور خلق خدا کی کیونکر خادم بن سکتی ہے۔

مَیں اس قسط کی طوالت کے خوف سے کچھ عرصے کے لئے اس سلسلے کو بند کرتا ہوں اور دوبارہ اکبر مہاجر کی موت کے بعد مولوی عبدالعزیز کی آمد سے اس داستان کو شروع کرتا ہوں۔

## دورۂ تفسیر

دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں ۱۲ رجب کو حسب سابق حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب شیخ القرآن دورۂ تفسیر قرآن مجید شروع کرائیں گے باہر سے آنے والے دو اڑھائی صد طلباء کے لئے قیام و طعام کے ابتدائی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

حضرت (مولانا) نور حسین دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

# اسلام کی سیڑھی

(از جناب چوہدری قطب الدین صاحب حکیم حاذق مبلغ اسلام ملتان چھاؤنی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

## موسےٰ علیہ السلام کی قوم کو آخری نوٹس

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

سورہ مائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل اگر تم نماز پڑھتے رہوگے اور زکوٰۃ دیتے رہوگے۔ اور میرے رسولوں کو مانتے رہوگے اور انکی مدد کرتے رہوگے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہوگے۔ تب تو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ ورنہ تمہیں میری رحمت سے مایوس ہو جانا چاہیئے۔

## حضرت عیسےٰ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم

وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

سورہ مریم رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اللہ نے مجھے برکت دی ہے جہاں بھی میں رہوں اور مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں۔

اس سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ دین اسلام ابتدا ہی کے زمانے میں نماز اور زکوٰۃ کے دو بڑے پائیدانوں پر قائم ہوا اور کہیں بھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ کسی ایماندار قوم یا ایماندار امت کو ان اسلام کی سیڑھی کے پائیدانوں پر قدم رکھنا معاف کر دیا گیا ہو۔ بلکہ یوں لکھنا بے جا نہ ہوگا کہ جو چار پائیدان تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں یہ ہر نبی کی امت پر فرض کئے جاتے رہے ہیں۔ خواہ وہ کسی شکل میں بھی کیوں نہ ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں۔ اس لئے ان پر نبوت بھی ختم شریعت بھی ختم اور امت بھی آخری دی گئی۔ جس کی وجہ سے دین ہر پہلو سے مکمل کر کے پیش کیا گیا۔

اسلام کی سیڑھی کا پائیدان چہارم جو میں بیان کر رہا ہوں اس کے مناقب و فضائل اور ثبوت بے شمار ہیں۔ آپ اگر قرآن کے اوراق کو اُلٹ کر مشاہدہ فرمائیں گے تو تقریباً ہر ایک پارے میں کسی نہ کسی شکل میں آپ کو اس کی فضیلت یا احکام مل جائیں گے۔ اس لئے اس کے مکمل احکام لکھنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ اس پر ایمان رکھنے والے انسان کے لئے ایک مسلمان کو اسلام کی سیڑھی کے ہر پائے دان پر استقامت سے قدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(۵) اب اسلام کی سیڑھی کا پانچواں پائیدان عرض کرنا ہے۔ جو کہ سب سے اونچا ہے۔ اس لئے اس کے لئے بلند حوصلہ مال و زر اور جسمانی طاقت کی بھی ضرورت ہے۔ جو آدمی مذکورہ بالا چار پائے دانوں پر قدم رکھتا ہوا پانچویں پائے دان کے قریب آگیا ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پائے استقامت کو پھسلنے نہ دے۔ اور اس کو بھی عبور کر کے اسلام کے پختہ مکان پر چڑھنے کی کوشش کرے جو کبھی فنا ہونے والا نہیں۔ جب وہ اس مکان پر چڑھ گیا تو پھر اسے پریم رس انشاءاللہ ضرور ملیگا۔ اور جس نے وہ پریم رس ایک دفعہ پی لیا تو پھر اسے کبھی پیاس کی شدت نہ ہوگی یعنی یہ پریم رس حوض کوثر کا پانی ہوگا۔ اور ساقی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اسی نتیجہ کو قرآن نے فوز عظیم کا لقب دیا ہے۔ تو اسلام کی سیڑھی کا پانچواں پائے دان حج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان کا مقصد اور انتہا ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ یعنی ایماندار لوگ اللہ کے عاشق ہوتے ہیں۔ اور حج سے بھی عشق الٰہی اور محبت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جو کہ ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا پرست لوگوں کو دُنیاوی پھندوں سے نکال کر نور ایمان کی رسی سے جکڑنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ جب آپ نے توحید کا نعرہ بلند کیا تو وہ قلوب جن میں نور ایمان مستور تھا۔ فوراً آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر آپ کے ساتھی بن گئے۔ اور ایسے ساتھی بنے کہ تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ جب حضورؐ اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے تو آپؐ تمام محبت کا دم بھرنے والے مرد اور عورتوں کا جم غفیر ساتھ لے کر اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس مقدس جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔ اور حج کا فریضہ ادا کر کے محبت اور عشق کا امتحان پاس کیا۔ اسی وجہ سے حج کا فریضہ باقی فرائض سے متاخر کیا گیا ہے کیونکہ اس میں محبت اور عشق کے جذبات بے شمار ہیں۔ کہیں پر انسان دیوانہ وار دوڑ دوڑ کر صفا اور مروہ کے چکر کاٹ رہا ہوتا ہے۔ اور کہیں طواف کعبہ کیا جا رہا ہے۔ کہیں پر کعبہ کی طرف منہ کر کے آب زمزم سے سُنّت کی ادائیگی ہو رہی ہے کہیں مقام ابراہیم علیہ السلام پر نوافل کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔ اور کہیں ملتزم میں دُعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ یہ عشق اور محبت نہیں تو کیا ہے۔

اب میں مضمون کی طوالت کو مدِ نظر رکھتا ہُوا قرآن کی زبان سے اس اہم فریضہ کے ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح یہ ہم تک پہنچایا گیا۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ سورہ بقر رکوع ۱۵ پارہ ۱

ترجمہ۔ جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی دیواریں اُٹھا رہے تھے اُنہوں نے کہا اے رب ہمارے یہ خدمت جو ہم تیرے گھر کی کر رہے ہیں قبول فرما بے شک تو سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

مطلب یہ ہُوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہُوا کہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے پاک صاف کرو۔ تو اُنہوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کعبہ کو بنانا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جا رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول کر لینا۔ آج کل کے مسلمان آنکھ کھول کر دیکھیں کہ باوجود خلیل ہونے کے اور ذبیح ہونے کے اور اتنی محنت اور مشقت کرنے کے پھر بھی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم ہے کہ دُعائیں کی جا رہی ہیں کہ اے ہمارے رب اس خدمت کو قبول فرما لینا۔ احادیث کے مشہور واقعات ہیں کہ مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے۔ جو اب تک بھی ایک محفوظ جگہ میں رکھا ہُوا ہے۔ حضرت خلیل اس پر کھڑے ہو کر کعبہ کی عمارت کی چنائی کرتے تھے۔ اور جتنی اُونچائی پر اینٹ پتھر اور گارا وغیرہ لے جانا ہوتا تھا تو سب چیزیں اس پتھر پر رکھ کر خود اُوپر کھڑے ہو جاتے تھے اور پتھر خود بخود قدرت الٰہی سے وہاں چلا جاتا تھا۔ جہاں پر مسالہ کی ضرورت ہوتی تھی۔ چنانچہ اس طریقہ پر کعبہ

کی عمارت تیار ہوگئی۔ جب عمارت تیار ہوگئی تو حکم ہُوا۔ اے ابراہیم علیہ السلام لوگوں کو آواز دے کہ اے لوگو اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے آؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے مولاکریم میں ایک بوڑھا آدمی ہوں بھلامیری آواز کو کون سُنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہُوا کہ اے میرے خلیل، کہنے والے آپ ہیں اور سُنانے والا مَیں خود ہوں چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ تو لکھا ہے کہ وُہ آواز عالمِ ارواح تک پہنچ گئی۔ جو لوگ اپنی ماؤں کے ارحام میں تھے انہیں بھی وہ آواز سُنادی گئی توجنہوں نے اس آواز پر لبیک کہہ دیا وہ حج کئے بغیر مرے گا نہیں۔ اللہ کے خلیل کی آواز کا اثر دیکھ لیجئے۔ اس بات کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میری بلکہ عام لوگوں کی آنکھوں دیکھی بات ہے کہ جن لوگوں کے گھر میں نانِ شبینہ تک نہیں ہوتی وہ اتنالمبا سفر طے کر کے وہاں پہنچ جاتے ہیں اور خوشی اور آرام کے ساتھ حج کر آتے ہیں۔ برعکس اس کے کہ جو لوگ لاکھوں روپے کے مالک ہوتے ہیں وہ اس نعمتِ عظمےٰ سے محروم رہتے ہیں یہ اُس آواز کا اثر نہیں تو کیا ہے!

اس آواز سے بعد فرمایا کہ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو یعنی کعبہ بنانے والوںکو اپنا فرمانبردار اور مطیع کرلے۔ اور ہمیں حج کے طریقے بھی بتا دے۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک جماعت ایسی پیدا کرنا جو تیری مطیع ہو۔ اور ہماری اولاد ہی سے پیغمبر بھیجنا۔ تاکہ ان کو تیری راہ بتاتا رہے اس جماعت سے مراد دینِ اسماعیل ہے۔ چنانچہ اس دُعا کا نتیجہ یہ ہُوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل ہی میں سے مبعوث ہوئے۔ اس امر کی تصدیق حدیث سے بھی ہُوئی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ مَیں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا ظہور ہوں۔

پھر حکم ہُوا دُعا کی قبولیت کے متعلق اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سورہ بقر رکوع ۱۶ پارہ ۱

ترجمہ۔ جب ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ تم میری اطاعت اختیار کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ مَیں نے اطاعت اختیار کی عالمین کے رب کی۔ یعنی ہم فرمانبردار ہوگئے۔ یہ پہلی دُعا کی قبولیت ہے۔

## تفصیلی احکام

اب حج کے احکام سُنئے:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ تک۔ سورہ بقر رکوع ۲۵ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ میسّر ہو قربانی سے اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو سر کی۔ تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب تم کو کوئی روک ٹوک یا خطرہ نہ رہے تو جس نے فائدہ اُٹھایا ہے عمرہ کا حج کے ساتھ تو اسے چاہیئے کہ قربانی کرے جس چیز کی جو اسے میسّر ہوسکے اگر اسے قربانی نہ ملے تو تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات روزے واپس آکر رکھے تاکہ دس روزے ہوجائیں یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے گھروالے مسجد الحرام کے نزدیک نہ رہتے ہوں۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ حج کے چند مہینے معلوم ہیں تو جس نے حج کو لازم کر لیا تو اس کے لئے عورت سے بے حجاب ہونا جائز نہیں۔ اور گناہ کرنا۔ جھگڑا کرنا بھی ناجائز ہے۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ اور جب تم حج کے لئے جاؤ تو پُورا خرچ ساتھ لے جایا کرو۔ تاکہ تم کو سوال نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ سوال سے بچنا بہتر ہے۔ اور عقلمندوں کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ اور اپنے اللہ کا فضل اگر ڈھونڈو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ پھر جب تم لوٹو عرفات سے تو مشعرِ الحرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا گیا ہے۔ بے شک پہلے تم ناواقف تھے۔ اور پھر طواف کے لئے پھرو۔ جہاں سے سب لوگ پھریں۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

مطلب یہ ہُوا کہ جب کسی نے حج اور عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر ان کی ادائیگی لازم ہوگئی۔ اگر اس کو درمیان میں چھوڑ بیٹھے اور احرام کھول دے تو ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور جو کسی خاص عذر کی وجہ سے حج اور عمرہ کو پُورا نہ کرسکے تو اُس پر قربانی واجب ہوگی۔ جو کم ازکم ایک بکری ہو۔ اور اس کو ذبح کی تاریخ مقرر کرکے مکّہ معظمہ بھیج دے۔ اور جب تسلّی ہو جائے کہ قربانی حرم میں ہوگئی ہو تو حجامت کرالے۔ اس کو دمِ احصار کہتے ہیں اور جس نے قرآن اور تمتع کیا اور قربانی میسّر نہ ہوئی تو وہ دس روزے رکھے تین حج کے دنوں میں اور سات بعد فراغت اور ہیں۔ قران اور تمتع کے لئے ہے جو میقات کی حد سے باہر رہتا ہو۔ یعنی حرم مکہ سے دُور کا رہنے والا ہو اور حرم میں رہنے والے صرف مفرد حج کرسکتے ہیں۔

ایک تشریح طلب بات یہ ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ بغیر زادِ راہ کے وہاں پر لوگ چلے جاتے تھے۔ پھر مانگتے پھرتے تھے۔ اس سے منع فرمایا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حج کے سفر میں سوداگری کرنا منع نہیں بلکہ مباح ہے۔ یہ بات لوگوں نے غلط پھیلا رکھی ہے کہ وہاں جاکر کوئی کاروبار نہ کرے۔ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ سے یہ مسئلہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ اصل مقصد حج ہو اور اس کے ذیل میں تجارت کی جائے تو حج میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ مشعرالحرام ایک مقام ہے۔ جو مزدلفہ میں واقع ہے۔ اس مقام پر قیام کرنا افضل ہے۔ اور كَمَا هَدٰىكُمْ فرمایا کہ عبادت میں کفار کی مشابہت نہ پائی جائے۔ بلکہ دل میں توحید کا تصوّر ہو۔

## خصوصی حکم

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ سورہ اٰل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا بیت اللہ کا جو شخص اس سفر کی مالی اور بدنی طاقت رکھتا ہو۔ اگر کوئی شخص اس سے اعراض کرے تو اللہ بے نیاز ہے جہان کے لوگوں سے۔

مقصد یہ ہُوا کہ یہ ایک محبت اور عشق کا جذبہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی محبت سے اعراض کرے تو پھر وہ جھوٹا عاشق ہے۔ یہ ہے اسلام کی سیڑھی کا پانچواں پائے دان۔

## ایک مثال

انسان کو اللہ تعالےٰ نے اس کے جسم کے ظاہری اعضا دو دو عطا کئے ہیں اگر خدانخواستہ اُن اعضاؤں میں سے کوئی ضائع ہو جائے تو آدمی کا نام ہی اور ہو جاتا ہے۔ یعنی ٹانگ میں نقص آجائے تو لنگڑا، ہاتھ میں نقص آجائے تو ٹنڈا یا مُنڈا۔ آنکھ میں نقص آجائے تو کانا اور دونوں آنکھیں ختم ہو جائیں تو اندھا کہلاتا ہے۔ اگر ناک کٹ جائے تو سیدھی طرح بات بھی نہیں ہوتی۔ اور آدمی کا نام نک کٹا یا گنگنا کہلاتا ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جسمانی اعضا نہ ہونے سے نام ہی اور پڑ جاتا ہے اور

باقی صفحہ ۱۸ پر

# أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم

عن ابن عباسؓ قال حدثني ابو سفيان بن حرب من فيه الى في قال انطلقت في المدة التي كانت بيني وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فبينا انا بالشام اذ جيء بكتاب من النبي صلى الله عليه وسلم الى هرقل قال وكان دحية الكلبي جاء به فدفعه الى عظيم بصرى فدفعه عظيم بصرى الى هرقل فقال هرقل هل ههنا احد من قوم هذا الرجل الذي يزعم انه نبي قالوا نعم فدعيت في نفر من قريش فدخلنا على هرقل فاجلسنا بين يديه فقال ايكم اقرب نسبا من هذا الرجل الذي يزعم انه نبي قال ابو سفيان فقلت انا فاجلسوني بين يديه واجلسوا اصحابي خلفي ثم دعا بترجمانه فقال قل لهم اني سائل هذا عن هذا الرجل الذي يزعم انه نبي فان كذبني فكذبوه قال ابو سفيان وايم الله لولا مخافة ان يؤثر علي الكذب لكذبته ثم قال لترجمانه سله كيف حسبه فيكم قال قلت هو فينا ذو حسب قال فهل كان من آبائه من ملك قلت لا قال فهل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال قلت لا قال ومن يتبعه اشراف الناس ام ضعفاؤهم قال قلت بل ضعفاؤهم قال ايزيدون ام ينقصون قال قلت لا بل يزيدون قال هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطة له قال قلت لا قال فهل قاتلتموه قلت نعم قال فكيف كان قتالكم اياه قال قلت يكون الحرب بيننا وبينه سجالا يصيب منا ونصيب منه قال فهل يغدر قلت لا ونحن منه في هذه المدة لا ندري ما هو صانع فيها قال والله ما امكنني من كلمة ادخل فيها شيئا غير هذه قال فهل قال هذا القول احد قبله قلت لا ثم قال لترجمانه قل له اني سألتك عن حسبه فيكم فزعمت انه فيكم ذو حسب وكذلك الرسل تبعث في احساب قومها وسألتك هل كان في آبائه ملك فزعمت ان لا فقلت لو كان من آبائه ملك قلت رجل يطلب ملك آبائه وسألتك عن اتباعه اضعفاؤهم ام اشرافهم فقلت بل ضعفاؤهم وهم اتباع الرسل وسألتك هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فزعمت ان لا فعرفت انه لم يكن ليدع الكذب على الناس ثم يذهب فيكذب على الله وسألتك هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطة له فزعمت ان لا وكذلك الايمان اذا خالط بشاشة القلوب وسألتك هل يزيدون ام ينقصون فزعمت انهم يزيدون وكذلك الايمان حتى يتم وسألتك هل قاتلتموه فزعمت انكم قاتلتموه فتكون الحرب بينكم وبينه سجالا ينال منكم وتنالون منه وكذلك الرسل تبتلى ثم تكون لها العاقبة وسألتك هل يغدر فزعمت انه لا يغدر وكذلك الرسل لا تغدر وسألتك هل قال هذا القول احد قبله فزعمت ان لا فقلت لو كان قال هذا القول احد قبله قلت رجل ائتم بقول قيل قبله قال ثم قال بما يأمركم قلنا يأمرنا بالصلوة والزكوة والصلة والعفاف قال ان يك ما تقول حقا فانه نبي وقد كنت اعلم انه خارج ولم اك اظنه منكم ولو اني اعلم اني اخلص اليه لاحببت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه وليبلغن ملكه ما تحت قدمي ثم دعا بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرأه۔ متفق عليه

**ترجمہ:۔** ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ اس زمانہ میں جبکہ میرے اور رسول اللہؐ کے درمیان صلح تھی (یعنی صلح حدیبیہ) میں نے سفر کیا۔ میں شام میں مقیم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط ہرقل کے نام آیا۔ اس خط کو دحیہ کلبی لائے تھے دحیہ کلبی نے اس خط کو امیر بصریٰ کے پاس پہنچا دیا اور امیر بصریٰ نے اس خط کو ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہرقل نے کہا کیا اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے۔ جس نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہے چنانچہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مجھے بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے پوچھا۔ تم میں سے کون اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے؟ جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ ابوسفیانؓ کا بیان ہے۔ میں نے کہا۔ میں قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے اپنے قریب مجھے بٹھا لیا۔ اور قریش کے دوسرے لوگ میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ پھر ہرقل نے ترجمان کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیانؓ سے اس شخص کا حال دریافت کرتا ہوں اگر ابوسفیانؓ کوئی جھوٹ بات بیان کرے تو تم اس کو جھٹلا دینا اور سچی بات سے مجھ کو آگاہ کر دینا۔ ابوسفیانؓ کا بیان ہے کہ اگر مجھ کو اس کا ڈر نہ ہوتا۔ کہ لوگ مجھ کو جھٹلا دیں گے تو میں ضرور جھوٹی باتیں بیان کر دیتا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا۔ ابوسفیانؓ وغیرہ سے پوچھو کہ تمہارے درمیان اس شخص کا حسب کیا ہے؟۔ ابوسفیانؓ نے جواب میں کہا۔ وہ شخص ہم میں صاحب حسب ہے یعنی حسب میں (اچھا ہے) پھر ہرقل نے پوچھا۔ اس شخص کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا دعوے نبوت سے پہلے تم اس شخص کو جھوٹا پاتے تھے۔ اور اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا۔ اس پر کون لوگ ایمان لائے ہیں؟ شریف لوگ یا کمزور و ضعیف؟ میں نے کہا ضعیف و کمزور لوگ اس پر ایمان لائے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا اس کے تابعداروں کا حلقہ بڑھتا جاتا ہے یا کم ہوتا جاتا ہے۔ میں نے کہا کم نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا۔ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ ہرقل نے پوچھا۔ کیا تم اس سے لڑتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ ہرقل نے پوچھا۔ اس سے کیونکر لڑتے ہو (یعنی لڑائی کا انجام کیا ہوتا ہے) میں نے کہا ہمارے اور اس کے درمیان جنگ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ کبھی وہ غالب آ جاتا ہے ہم پر اور کبھی ہم اس پر غالب آ جاتے ہیں۔ کبھی وہ ہم سے مصیبت اٹھاتا ہے۔ اور کبھی اس کی طرف سے ہم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ ہرقل نے پوچھا۔ کیا وہ اپنے عہد کو توڑ دیتا ہے۔ یعنی صلح کے بعد عہد کو پورا نہیں کرتا عہد شکنی کرتا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا عہد شکنی نہیں کرتا۔ آج کل ہمارے اور اس کے درمیان صلح ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے اس صلح کے معاملے میں اس کی روش کیا رہے۔ ابو سفیانؓ کا بیان ہے کہ ان تمام باتوں میں بجز آخری بات کے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکا۔ یعنی رسول اللہؐ کے خلاف اس بات کے سوا کہ موجودہ صلح کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا انجام کیا ہو اور کچھ میں نہیں کہہ سکا۔ ہرقل نے پوچھا اس قسم کی

بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہے۔ یعنی تمہاری قوم میں کسی نے اس شخص سے پہلے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے سوالات کی توضیح شروع کی اور مترجم سے کہا۔ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تم سے اس شخص کے حسب کو دریافت کیا تھا۔ تم نے بتایا کہ وہ تمہاری قوم میں صاحب حسب ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ نبی قوم کے اشراف ہی میں سے ہوتے رہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے آبا و اجداد میں کوئی بادشاہ تھا۔ تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنی خاندانی حکومت کا طالب ہے پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس کے تابعدار کون لوگ ہیں۔ اشراف یا ضعیف و کمزور۔ تم نے کہا ضعیف و کمزور لوگ اس کے پیرو ہیں اور رسول کے پیرو حقیقت میں یہی اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ کیا تم اس کو جھوٹا جانتے ہو اور اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو۔ یعنی اس دعوے نبوت سے پہلے۔ تم نے کہا نہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ شخص جو انسانوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ کیونکر خدا پر جھوٹا بہتان باندھ سکتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کیا اس کے دین سے کوئی شخص پھر گیا ہے۔ یعنی اس کا مذہب قبول کر لینے کے بعد کوئی شخص اس سے یا اس کے مذہب سے ناراض ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ تم نے کہا نہیں اور یہی حال ایمان کا ہے۔ جب کہ وہ دلوں میں جگہ پکڑ لے اور دل اس کی لذت سے آشنا ہو جائیں اور میں نے پوچھا تھا کہ اس کے اتباع کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا گھٹ رہی ہے۔ تم نے ظاہر کیا کہ وہ برابر بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ کامل ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ تم اس سے لڑتے ہو۔ تم نے کہا ہاں لڑتے ہیں اور جنگ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ غالب ہو جاتا ہے اور کبھی ہم وہ تم سے مصیبت اٹھاتا ہے اور تم اس سے اور واقعہ یہ ہے کہ رسولوں کا اسی طرح سے امتحان لیا جاتا ہے اور پھر ان کو فتح و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے۔ تم نے کہا۔ وہ عہد شکن نہیں ہے اور رسول ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یعنی عہد شکنی نہیں کرتے۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ تمہاری قوم میں اس شخص سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعوے کیا ہے تم نے ظاہر کیا کہ نہیں۔ میں نے اپنے ل میں سمجھ لیا کہ اگر کسی نے اس سے پہلے اس قسم کا دعوے کیا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ اس نے اس کی پیروی کی ہے ابوسفیان کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہرقل نے مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص تم کو کس بات کا حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ ہم سے کہتا ہے کہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ صلہ رحمی و رشتہ داروں سے محبت و سلوک کرو اور حرام سے بچو۔ ہرقل نے کہا کہ اگر تمہارا بیان درست ہے تو یقیناً وہ شخص نبی ہے اور میں جانتا تھا کہ ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ تمہاری قوم میں پیدا ہوگا۔ اگر میں ان کے پاس پہنچ سکتا تو ان کو دیکھتا اور ان سے ملنا مجھ کو بہت مرغوب تھا اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو میں ان کے پاؤں کو اپنے ہاتھ سے دھوتا اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ ان کی حکومت اس زمین تک پہنچے گی جو میرے قدموں کے نیچے ہے یعنی جو ملک اس وقت میرے تصرف اور میرے قبضہ میں ہیں ان سب پر ان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ پھر ہرقل نے آپ کا نامہ مبارک منگایا اور اس کو پڑھا۔

(بقیہ اسلام کی سیڑھی صفحہ ۱۶ سے آگے)

دیکھ لیجئے ہاتھ کی انگلیاں قدرتی طور پر پانچ ہیں۔ اگر کسی کے ہاتھ کی انگلی کٹ جائے یا قدرتی طور پر نہ ہو تو وہ ہاتھ مکمل ہاتھ نہیں کہلائے گا۔ اور بدنما بھی ہوگا۔ اور کام بھی پورا نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح اسلام کی سیڑھی کے پانچ پائیدان ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی مسلمان کو ان پانچ پائے دانوں میں سے کسی ایک میں بھی شک ہو تو وہ مکمل مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں اور اگر کوئی جان بوجھ کر انکار کرے تو کفر تک نوبت پہنچ جائیگی۔ اللہ تعالے اپنے محبوب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا صدقہ مجھے اور ہر ایک مسلمان کو اسلام کی سیڑھی کے ہر پائے دان پر استقامت سے قدم رکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ صدیق اکبرؓ صفحہ ۱۲ سے آگے۔

اپنا مال بیجا خواہشوں کے پورا کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ یا ویران زمین میں عمارت بناتا ہے یا دُنیوی مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ جیسے ڈوبنا یا جلنا یا چوری وغیرہ یا کسی مستقل بیماری کے علاج میں خرچ کرنا پڑتا ہے یا کسی جگہ مال دفن کر کے بھول جاتا ہے۔

آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کی زینت ہیں۔ پرہیزگاری فقر کی۔ شکر نعمت کی۔ صبر مصیبت کی۔ حلم علم کی۔ عاجزی طلب علم کی۔ کثرت گریہ خوف کی۔ ترک منت احسان کی۔ اور خشوع نماز کی۔

عابدوں کی تین قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کی تین علامتیں ہیں۔ خوف سے عبادت کرنے والے۔ اُمید سے عبادت کرنے والے۔ محبت سے عبادت کرنے والے۔ پہلی کی تین علامتیں ہیں۔ اپنے کو عاجز تصوّر کرے۔ اپنی نیکیوں کو کم سمجھے اور اپنی برائیوں کو زیادہ خیال کرے۔ دوسری کی تین علامتیں ہیں۔ تمام حالتوں میں لوگوں کا پیشوا ہو۔ دُنیا میں سب سے سخی ہو اور اللہ سے بہت حُسنِ ظن رکھتا ہو۔ اور تیسری کی تین علامتیں ہیں۔ اپنی محبوب چیز خیرات کرے اور صرف اپنے رب کی رضا چاہے۔ اپنے نفس کے خلاف اپنے رب کی رضا کے لئے عمل کرے اور امر و نہی میں بہرحال اپنے آقا کا ساتھ دے۔

جس میں دس خصلتیں پائی جائیں وہ تمام آفتوں سے نجات پا کر مقربین اور متقین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اول صدق و قناعت۔ دوم صبر و شکر۔ سوم زہد۔ چہارم فکر دائم۔ پنجم خوف۔ ششم تواضع۔ ہفتم رفق و رحم۔ ہشتم حیا۔ نہم علم و حلم۔ دہم ایمان و عقل۔

غرض آپ جامع کمالات تھے۔ آپ کے فضائل قرآن۔ احادیث اور آثار میں مذکور ہیں۔ جن کے پیش نظر صحابہ نے آپ ہی کو خلیفۃ الرسول بنایا۔ ورنہ آپ کو خلافت کی نہ آرزو تھی اور نہ آپ نے اس کے حصول کی کوشش کی۔ اگر ہم کو آپ سے سچی محبت ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی طرح اسلام کے سچے عاشق اور خادم بن جائیں۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی خیر خلقہ و آلہ و اصحابہ الطاہرین۔

# بچوں کا صفحہ

## جہاد اسلامی

(از جناب سیّد مشتاق حسین صاحب بخاری)

عزیز بھائیو! لفظِ جہاد آپ نے کئی مرتبہ سُنا ہوگا اور اُمید ہے اس کے معنی بھی بخوبی سمجھتے ہوں گے۔ اسلام میں نماز کی طرح جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ جہاد کے معنی ہے کوشش کرنا۔ کوشش کے کئی درجے ہوتے ہیں۔ اس کی آخری کڑی تلوار سے لڑائی ہے۔ جہاد اسلام کا ہی خاصہ نہیں بلکہ ہر قوم اور ملک اپنی واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کے لئے جہاد کرتی ہے۔

سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنگِ بدر سے جہاد کی ابتدا فرمائی۔ مکّہ معظمہ سے ہجرت کرنے سے پہلے جہاد کی اجازت نہ تھی۔ آپ جانتے ہونگے کہ یہ جنگ ۲ھ ہجری میں مدینہ کے مسلمانوں اور مکّہ کے کفار کے درمیان لڑی گئی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے سپہ سالار خود سرکار دو عالمؐ تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ نے اس جنگ میں شرکت کی۔ جن کی مجموعی تعداد ۳۱۳ تھی۔ عزیز بھائیو! آپ کو حیرت ہوگی کہ اس جنگ میں آپ کی عمر کے دو چھوٹے چھوٹے صحابی بھی شامل تھے۔ ان میں سے ایک کا نام حضرت معوذؓ اور دوسرے کا حضرت معاذؓ تھا۔ یہ جنگ میں بضد شریک ہوئے۔ کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے انہیں منع فرمایا کہ تم کمسن ہو۔ لیکن ان کا شوق اس قدر زیادہ تھا کہ انہوں نے کسی نہ کسی طرح سپہ سالارِ لشکرؐ سے اجازت حاصل کر لی۔ انہوں نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آنے والے تمام مسلمان بچے اپنے ان ننھے رہنماؤں پر بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں۔ یہ بچے مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔ لہٰذا کفار مکّہ کو نہ پہچانتے تھے۔ انہوں نے سُن رکھا تھا کہ کفار مکّہ کے ایک بڑے سردار کا نام ابو جہل ہے۔ اور وہ مسلمانوں اور خاص کر سرکارِ دو عالمؐ کا دشمن ہے۔ لہٰذا وہ مہاجر صحابہؓ سے دریافت کرتے پھرتے تھے۔ کہ ابو جہل کہاں ہے اور جب انہیں پتہ چلا کہ وہ فلاں شخص ہے تو آناً فاناً عقابوں کی طرح جھپٹے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ابو جہل کو بھی مرتے وقت افسوس رہا کہ اُسے دو جاٹوں کے بچّوں نے ہلاک کیا۔ ان بچّوں نے خود بھی میدان بدر ہی میں شہادت پائی۔

نبی اکرمؐ نے کئی دفعہ جہاد فرمایا۔ اور کفار سے لڑائیاں لڑیں۔ ان لڑائیوں کی مجموعی تعداد ۱۲۱ ہے۔ اسلام میں جہاد کا اصلی مقصد ملکوں کو فتح کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ یا تو اللہ کے نام کی اشاعت اور بندگانِ خدا کی بہتری مقصود ہوتی ہے یا پھر محکوم مسلمانوں کو کفار کے ظلم و جبر سے چھڑانا منظور ہوتا ہے۔ مسلمان جو لڑائی اس مقصد کے لئے نہ لڑیں تو وہ جہاد نہیں کہلا سکتی۔

عزیز بھائیو! آپ کو یہ معلوم ہوگا۔ مسلمانوں کی حکومتیں کرۂ ارض کے وسیع خطہ پر پھیلی ہُوئی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہر دم انہیں غیر مسلموں سے خطرہ ہی رہتا ہے۔ عربی ممالک آئے دن عیسائیوں سے نبرد آزما رہتے ہیں۔ خود ہماری نوزائیدہ مملکت کو ہمسایہ ملک ہندوستان سے خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اس نے چالیس لاکھ مسلمانوں کی سرزمین کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ یہ بات تو معمولی عقل والے انسان کی سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔ کہ جب بھی کشمیری مسلمانوں کو اپنی رائے کے ظاہر کرنے کا موقع دیا گیا تو وہ مسلمانوں یعنی پاکستانیوں ہی کا ساتھ دینگے۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندوستان نے پاکستان کی سرزمین کو دبا رکھا ہے۔ اگرچہ ہماری حکومت کوشاں ہے کہ کشمیر پُر امن طور پر پاکستان کو مل جائے اور دُنیا کی دوسری قومیں بھی اس کی تائید کر رہی ہیں۔ لیکن دشمن کی خطرناک چالوں کا علم سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ کشمیری بھائیوں کو غیر مسلمانوں کے نرغے سے چھڑائیں۔ اور اس مقصد کے لئے جانی، مالی جو قربانی درکار ہو کریں۔

### بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

وہ تبلیغ حق میں روڑے اٹکا کر اپنے آپ کو عنداللہ و عندالناس مجرم بنا رہے ہیں۔

۱۸ اور ۲۵ جنوری کا پرچہ جن حضرات کو نہیں ملا۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ دونوں پرچے بالکل ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی۔ یہ بتلانا ہمارے لئے مشکل ہے کہ انتظار کی مدت کتنی لمبی ہوگی۔ پندرہ روز کے بعد ہمیں دوبارہ لکھ دیا جائے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ اس وقت تک کوئی سبیل بنا دیں۔

### مسودۂ انسداد عصمت فروشی

اخبارات بتاتے ہیں کہ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں عصمت فروشی کے انسداد کے لئے قانون وضع ہونے والا ہے۔ پاکستان بننے کے ۹ سال بعد اور نیا آئین نافذ ہونے کے ۹ ماہ بعد اگر یہ مسودہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ تو ہم پھر بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ایسا مفید اور اصلاحی قانون موجودہ صوبائی قانون ساز اسمبلی کی ہاؤ ہو میں دب کر رہ جائے۔ جہاں ہنگامہ آرائی کے سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے گئے ہیں اور اراکین نہیں سمجھتے کہ ووٹر کس طرح انگشت بدنداں ہیں۔ بہرحال ہم سبھی جماعتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا اس کے آڑے نہ آیئے گا۔ اس سے زیادہ ہمارے لئے شرم کی کوئی بات نہیں ہوگی۔ کہ اسلامی ریاست میں لائسنس یافتہ بدکاری ہوتی رہے بلکہ اس قانون کو بہتر سے بہتر بنا کر اور جلد سے جلد منظور کیجئے۔ آئندہ الیکشن میں شاید آپ تشریف نہ لا سکیں۔ اس لئے یادگار کے طور پر کوئی کام تو نیکی کا ہونا چاہیئے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C/۱۶۳۲۱- مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/۲۸۳۰-۲۴۸۱- مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ للعہ
ششماہی ؁ ہے
فی پرچہ ۲؍





پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔